مسلک نوربخشیہ کے
اختلافات اور ان کا حل

غلام حسن حسنو

ناشر
ہارون بک ڈپو خپلو

فہرست مشمولات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	تمہید	5
	مسلک نوربخشیہ	10
	مسلک نوربخشیہ کا زنجیرۂ طریقت	15
	مسلک نوربخشیہ کا مختلف ادوار میں نام	18
	مسلک نوربخشیہ کی بعض خصوصیات	20
	مسلک نوربخشیہ کی اشاعت	27
	مسلک نوربخشیہ موجودہ دور میں	29
	مسلک صوفیہ نوربخشیہ کا حال و مستقبل	33
	مسلک نوربخشیہ میں اختلافات	37
	اتحاد امت مسلک نوربخشیہ کی امتیازی شان	39
	ماضی میں اختلافات	42
	زمانہ حال کے اختلافات میں سے ایک مثال	47
	زمانہ حال میں جاری چند اختلافی مسائل	50
	اتحاد نوربخشیہ کے لئے ماضی میں کوششیں	54

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

	اتفاق واتحاد اور اختلاف کا فلسفہ	61
	اتفاق واتحاد قرآن کی نظر میں	63
	حدیث نبوی اور اقوال ائمہ کی رو سے اتفاق ویکجہتی	65
	تعلیمات ائمہ میں اتفاق ویکجہتی	70
	کلام اقبال میں اتحاد امت	72
	اردو شعراء کی نظر میں اتفاق اور پھوٹ	74
	موجودہ اختلافات کا حل	76
	۱۔ سید محمد شاہ نورانی وفقیر محمد ابراہیم	77
	۲۔ نماز جماعت کے بعد کیا پڑھے؟	91
	۳۔ چند سادات واخوند حضرات کی اقتداء	93
	۴۔ چند مدارس ومساجد پر قبضہ	95
	۵۔ چند مرحوم وموجود علماء کی تکریم و توہین	97
	۶۔ اعتکاف نشینی	101
	۷۔ مذہب کا نام	104
	۸۔ شیخ سکندر اور ان کے معتقدات	107
	پس چہ باید کرد	111
	آخری دردمندانہ گزارش اور التجا	116

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

تمہید

اتفاق واتحاد ہرقوم کی ضرورت، اس کی قوت وسطوت کا مظہر، اس کے مزاج وامنگ کا ترجمان ہے قوموں میں اختلاف ایک فطری عمل ہے قوموں میں اختلاف پیدا ہوتے جس کے نتیجے میں انتشار پھیلتے اور مسائل حل ہوتے اور نئی راہیں نکلتی /کھلتی ہیں۔قوم کے ارباب حل وعقدان پر مکمل کنٹرول رکھتے اور انہیں حدود وقیود کے اندر رکھتے ہیں جس کی وجہ سے قوم نہ صرف ٹوٹنے اور بکھرنے سے بچ جاتی ہے حوادث روزگار اور گردش دوران کے تھپیڑوں میں پاک وصاف ہوکرنکھر آتی ہے۔

فی نفسہ اختلاف بُرا عمل نہیں اور اس کا مکمل خاتمہ بھی ممکن نہیں تا ہم اختلافات کو اعتدال پر رکھنا اور اختلافات سے منسلک قوتوں اور رجحانات کی کڑی نگرانی ضروری ہے کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں انتہا پسندی کو فروغ ملتا ہے جو نہ صرف کسی بھی قوم کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیتی ہے بلکہ خود ڈوبنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی ڈبو دیتی ہے۔

زیرنظر کتابچے میں مسلک نوربخشیہ کا تعارف، اس کی خصوصیات، اس مسلک میں اختلافات، ہمارے اختلافات کی نوعیت، اتفاق واتحاد کے لئے اب تک کی کوششیں اوراس مصیبت کا مستقبل کے لئے قابل عمل مستقل حل پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب کو لکھنے اور پیش کرنے کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

ا۔ میں سمجھتا ہوں ہم نے خوب اختلاف کیا اب بس کرنا چاہیے اور اس سلسلے کو ختم کرنے ہی میں ہماری انفرادی اور اجتماعی مفادات مضمر ہیں۔

۲۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اب اختلافات اختلاف نہیں رہا بلکہ اب اس میں ذاتی، گروہی، نسلی، بغض، عداوت، حسد، نفرت سب کچھ گھل مل گئے ہیں جنھوں نے اس معاملے کو ذاتی انا کے الجھاؤ اور بگاڑ میں پہنچادیے ہیں۔ دونوں گروہ اس سے آبرومندانہ طریقے سے نکلنا چاہتے ہیں مگر راستہ نہیں مل رہا ہے۔ یہ اس سے باہر نکلنے کا وقت ہے۔ پھر وقت بھی ختم ہو کر رہے گا۔

۳۔ اختلاف حق تک پہنچنے کا شروع میں سیدھا سادہ، درمیان میں پیچیدہ اور آخر میں اندھا و بند راستہ ہے۔ ہمارے اختلافات اب آخری مرحلے میں پہنچنے والا ہے۔ بند گلی میں پہنچنے سے پہلے ہی پلٹ جانا دانشمندی ہے۔

۴۔ ہم نے اس مسلک کے بقا و استحکام اور نشر و اشاعت کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں موجودہ حالات زیادہ دیر رہنے کی صورت اس کے وجود کو شدید خطرات لاحق ہیں جس قدر ہو سکے اس صورت سے نکلنے میں ہی ہمارا بھلا ہے۔

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

۵۔ غیر نوربخشی مداخلت بڑھ گئی ہے پہلے یہ خفیہ ہوتی تھی مگر اب ڈنکے کی چوٹ پر ہو رہی ہے۔ ڈیرادون بھارت میں مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ کے نام سے قائم ہے اس کے قیام میں ہمارے پیسے بھی کام آیا ہے لیکن سازشوں، ریشہ دوانیوں کے ذریعے ایک ملک اس وقت ۷ افراد کو تنخواہ ادا کرتا ہے ان چند نفس پرست لوگوں کے روزگار اور پیٹ کے دوزخ بھرنے کی پاداش میں اس ملک اور فرقے کا نصاب وہیں لاگو کیا گیا

ہے اور ہماری کتابوں کو نصاب سے نکال باہر کیا ہے۔ وجہ یہ بتایا جارہا ہے کہ پہلے مسلک کا نام طے کرو پھر نصاب اور اپنی کتابوں کی بات کرو۔ پھر بھی ذمہ دارانِ ملت نے اس سانحے پر آنکھیں بند کر رکھے ہیں اور اس قومی زیاں کا انہیں احساس نہیں۔

۲۔ ہمارے لوگوں کو کیونکہ یہ مسلک مفت میں ہاتھ آیا ہے اس لئے انہیں اس کی قدر نہیں ہے اس کی خصوصیات کا انہیں علم نہیں۔ ہمیں اس وقت اس کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ ہوا جب ہم دوران حج منیٰ میں مقیم تھے وہاں جس خیمے میں ہماری رہائش کا انتظام تھا وہ بہت بڑا اور ائیر کنڈیشن تھا جس میں تقریباً دو اڑھائی سو حاجی تھے ہمیں یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ اس لق و دق صحرا میں قائم ائیر کنڈیشن خیموں میں مقیم حاجیوں کا کوئی مشغلہ نہیں چند ایک تو نماز جماعت میں شامل ہوتے جبکہ اکثریت انفرادی طور نماز پڑھتے تھے اور چند ایک بوڑھے اور ناتوان حاجی ہاتھوں میں تسبیح لے کر ورد وظیفہ کرتے جبکہ باقی سب گپیں ہانکنے، موبائل سے چھیڑ چھاڑ کرنے اور سونے میں مگن رہتے تھے ہمارے نوربخشی حجاج پانچ وقت کی نمازیں باجماعت پڑھتے، اورادخوانی اور تلاوت کرتے، اور سب تسبیح و تہلیل اور نوافل میں مصروف رہتے۔ خواتین کے لئے الگ خیمہ تھا کیونکہ ہماری اہلیہ وہیں ہوتی تھی اس لئے کئی دفعہ مختلف کاموں سے وہاں جانا پڑتا تھا وہاں ہماری خواتین مذکورہ مصروفیات میں ہر وقت مگن پاتے جبکہ دوسری عورتیں محوِ خواب یا قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبان میں گپ شپ میں مصروف۔

اس بے حد اہم اور مبارک دنوں میں دوسروں کو غافل اور نوربخشیوں کو مصروف پا کر ہمیں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی قدر و قیمت اور اس کے مشاغل و مصروفیات کی ضرورت و اہمیت کا حقیقی معنوں میں احساس ہوا۔ اور ہم بارگاہِ ایزدی میں

NYP Manzoor and Mehmood Ahad Unit

سجدہ ریز ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ سلسلہ نہ صرف یوم عرفہ ۸ ذوالحجہ کو بلکہ ۱۰ سے ۱۲ ذوالحجہ یعنی یوم عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق اور ادائے حج سے واپسی تک جاری رہا۔ اس کتابچے کے مطالعہ سے انہیں اس کی قدر و منزلت کا صحیح اندازہ ہو جائے گا۔

۷۔ ہمارے ہاں عام طور پر جھگڑے نہیں ہوتے اور اگر جہاں کہیں کوئی ہاتھا پائی ہو جائے تو ہمارے روسا، سرکردگان اور سیاسی لوگ بیچ میں آ کر بیچ بچاؤ کرا لیتے ہیں اور آن کی آن میں لوگوں کو باہم شیر و شکر بنا لیتے ہیں اس لئے انہیں جھگڑوں کی تباہ کاریوں کا تجربہ ہے نہ قباحتوں کا کوئی مشاہدہ۔ چنانچہ اس مسئلے کو ۲۴ سالوں سے لٹکایا ہوا ہے۔ اگر ہمارے زعماً کوشش کریں تو یہ ڈیڑھ، دو ہفتوں میں ختم ہو سکتا ہے۔ اس کتابچے کی اشاعت کے بعد امید ہے کہ وہ اس سلسلے میں بھی کوئی سنجیدہ کوشش کریں گے اور پوری قوم کو اس مخمصے سے نکال کر دم لیں گے۔

۸۔ گذشتہ سالوں میں اس کشیدگی کی وجہ سے ہمارے دونوں گروپ کے چند کاروباری دیوالیہ ہو گئے ہیں کئی لوگ ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں متعدد پولیس حوالات کے دور سے گزر چکے ہیں جبکہ بعض جیلوں میں بھی بند ہو چکے ہیں مجھے دونوں گروپ کے ایسے افراد کے گھر والوں اور قریبی اعزا سے ملنے اور ان کے تاثرات جاننے کا موقع ملتا رہتا ہے مذکورہ باتوں نے انہیں اندر ہی اندر ہلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ سلسلہ اگر فوراً روک نہ دیا تو پوری قوم ڈپریشن، ذہنی عدم توازن اور فکری انتشار میں مبتلا ہو جائیگی جس سے انہیں نکالنے کے لئے طویل جدوجہد اور کثیر سرمایے کی ضرورت پڑے گی۔

۹۔ اس ۲۴ سالہ سر پھٹول نے ہمارے بہترین دماغوں کو مفلوج بنا دیا ہے اور پوری قوم کو کینہ پرور، حاسد، چغلخور، بدزبان، تہمت باز، عاقبت نااندیش، متشکک،

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

متذبذب اور توہم پرست بنا دیا ہے اور ہر کسی کو شک کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں اور کوئی کسی پر اعتبار نہیں کرتے اب یہ سلسلہ بند نہ ہوا تو پوری قوم اعلیٰ اخلاق و کردار اور عمدہ چال چلن سے محروم ہو جائے گی۔ اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا؟

لہٰذا اے میرے بزرگو! اے میرے عزیزو!

☆ خدا کے لئے جاگ جائیں! ہوش میں آئیں! اور ہوش میں رہیں!

☆ اپنی صفوں میں اتفاق واتحاد پیدا کریں!

☆ دشمنوں کو اپنی صفوں میں ہرگز گھسنے نہ دیں!

☆ جو کچھ نا اتفاقی ماضی میں ہو چکی اس کو بھول جائیں اور آئندہ کے لئے اس پر چار حرف بھیج دیں!

☆ اختلافی باتیں کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کریں اور اتفاق کی بات کرنے والوں کا دست و بازو بن جائیں!

☆ اس پاک مسلک کے بہی خواہوں اور بدخواہوں کو پہچانیں!

☆ ہر بات کو کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟ کی کسوٹی پر پرکھا کریں!

☆ فرقہ پرستوں اور تشدد پسندوں کے بہکاوے میں ہرگز نہ آئیں اور ان کی چکنی چپڑی باتوں سے دھوکہ نہ کھائیں!

☆ ان خود کو فرشتہ، ولی، صوفی، ناجی، محب اہل بیت، وکیل آل محمد کہلانے اور باقی سب کو جہنمی کہنے اور سمجھنے والوں سے ہوشیار رہیں!

بوا احمد ہاؤس لاہور غلام حسن حسنو ایم اے

۲۸ دسمبر ۲۰۱۵ء

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

مسلک نوربخشیہ

میر سید محمد نوربخش قہستانی متوفی ۸٦۹ھ کے مسلک کا نام نوربخشیہ ہے۔اس کا اپنا الگ اعتقادی، فقہی اور معاشرتی نظام اور استقلالی وجود ہے ۔

سید محمد نوربخش کے مذہب کے بارے میں تین گروہ ہیں۔ایک گروہ انہیں سنی، دوسرا گروہ شیعہ اور تیسرا گروہ جداگانہ مذہب قرار دیتا ہے۔ہمارے خیال میں تیسرے گروہ کی بات درست اور واقعے کے مطابق ہے۔

اول الذکر دونوں حضرات یا تو مغالطے کا شکار ہوا ہے یا وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے وہ یوں کہ میر سید محمد نوربخش کی تصانیف کا مطالعہ نہیں کیا یا ان کی تصنیفات انہیں پڑھنے کو نہیں ملی چنانچہ خارجی آثار کی بنیاد پر اپنے قیاس کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر دیا۔اور وہ انہیں شیعہ یا سنی قرار دے بیٹھے۔

یا وہ چاہتے ہیں کہ میر سید محمد نوربخش کے مذہب کو اپنے فرقے میں ضم کر دے اس مقصد کے لئے وہ انہیں شیعہ یا سنی قرار دیتا ہے۔

چونکہ میر سید محمد نوربخش کی تعلیمات تصوف وعرفان کی آئینہ دار ہیں۔وہ خود عظیم صوفی اور سلسلہ نوربخشیہ کے موسس تھے اور تصوف میں فقہی مذاہب پر زور نہیں دیا جاتا۔لیکن میر سید نوربخش نے اصول وفروغ کے موضوعات پر قلم اٹھایا۔شیعہ اور سنی مذاہب میں پائے جانے والے اختلافات سے ہٹ کر مسلمہ مسائل کا انتخاب کیا جو

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں معمول بہ تھے۔ جنہیں آپ نے الفقہ الاحوط اور کتاب الاعتقادیہ میں جمع کیا۔ اس طرح ایک الگ دبستان فقہ کی بنیاد پڑی۔ جس پر آج کل کے نوربخشی لوگ عمل پیرا ہیں۔

میر سید محمد نوربخشؒ کا مذہب روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ وہ خود صاحب مسلک عظیم صوفی تھے ان کی اٹھائیس سے زائد اصل تصانیف اور سات الحاقی کتابیں دستیاب ہیں صرف دو رسالوں میں فقہی مذاہب کا نام آیا ہے۔ رسالۂ معراجیہ میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ حکمای طبیعی و فقها ی سنی و شیعه هر دو از حقیقت معراج قاصر است حکمائے طبیعی اور فقہائے سنی وشیعہ معراج کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں۔1

اسی طرح ایک اور رسالے رسالہ در بیان آیت ۔۔۔ میں مسلمان فرقوں کا ذکر آیا ہے۔ آیت کریمہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ عمل صالح کرے، کے ضمن مین لکھتے ہیں کہ:

مومنان همه لقاء ربه معتقد اند شیعه اثناعشریه ،وشیعه زیدیه و معتزله لقا را روز قیامت پنداشته اند و اصحاب باقی مذاهب و ارباب سائر مشارب لقاء را بر حقیقت خود گزاشته اند ۔2 تمام مومنین لقائے رب کے معتقد ہیں شیعہ اثنا عشریہ ،شیعہ زیدیہ اور معتزلہ لقاء کو قیامت کے دن سمجھتے ہیں۔ اصحاب باقی مذاہب اور ارباب تمام مشارب لقا کو اپنی حقیقت پر چھوڑ تے ہیں۔

مذکورہ بالا بیانات میں انہوں نے جن مذاہب کا ذکر کیا ہے۔ سطور بالا سے

۱۔ رسالہ معراجیہ ص ۳۔ ۲۔ رسالہ در بیان آیت ص ۱۔

NYE Manzoor and MehmoodAbad Unit

میر سید محمد نور بخش کی ان سے وابستگی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بیان بالا سے ان کی ان سے بیزاری مترشح ہوتی ہے۔لیکن تحفۃ الاحباب میں میر سید محمد نور بخشؒ کے مذہب کو مذہب ائمہ قرار دیا ہے اور فقہ احوط کے مندرجات کو تعلیمات ائمہ کا آئینہ دار قرار دیا ہے۔جیسا کہ ملا محمد علی کشمیری لکھتے ہیں:

مذهب مستقیم حضرت امام المحققین وملت قویم قطب المتکلمین امام محمد نوربخش علیه السلام که اصل ملت و مذهب ایمهٔ معصومین وشریعت خالصهٔ حضرت سید المرسلین بود [1]

حضرت امام المحققین ،قطب المتکلمین امام محمد نور بخش علیہ السلام کے مذہب مستقیم اور ملت قویم آئمہ معصومین کا اصل ملت و مذہب اور سید المرسلین کی خالص شریعت تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ نور بخشی سلسلہ اصول وفروغ اور ایمان وعقائد کے لحاظ سے اپنی الگ حیثیت اور شناخت رکھتی ہے۔دوسرے فقہی مسالک کے مسائل سید محمد نور بخشؒ نے من وعن اپنی کتابوں میں نقل نہیں کیا بلکہ آپ نے صرف جزئی مسائل ان سے لیا ہے اور اپنے اجتہاد سے ان میں ترامیم واضافے کئے ہیں۔اس لئے یہ کہنا کہ سید محمد نور بخشؒ نے کچھ مسائل شیعوں سے اور کچھ سنیوں سے لئے ہیں قطعی درست نہیں ہے۔کوئی ایسا مسئلہ نہیں ملتا جو کسی ایک فقہی مکتب فکر سے من وعن اپنی کتاب میں نقل کیا ہو۔اور جس [illegible] دیا ہو۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کچھ لوگ سید محمد نور بخش اور ان کے مذہب کو شیعہ یا سنی قرار دے ان کے مذہب کو اپنے فرقے میں ضم کرنے کی سازش کرتے ہیں جس طرح

۱۔ تحفۃ الاحباب ص ۳۷۴۔

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

سید محمد نور بخشؒ کو سنی قرار دیا ہے اسی طرح ان کے سلسلے سلسلۂ نور بخشیہ کو سنی وہ لوگ قرار دیتے جو نور بخشیہ کو اہل سنت میں ضم کرنے کے خواہشمند ہیں اسی طرح وہ لوگ نور بخشیہ کو شیعہ یا امامیہ قرار دیتے ہیں جو نور بخشیہ کا شیعوں کے ساتھ الحاق کرنے کے متمنی ہیں اس ضمن میں بلتستان کے شیعہ اہل قلم اور سنی دانشوروں کے مابین ایک قلمی جنگ عرصہ تک ہوتی رہی ہے جس کے نتیجے میں وادی بلتستان کے مذہبی حالات، دعوت اتحاد اور دعوت اصلاح نامی کتابیں منصۂ شہود پر آئی تھیں۔

نور بخشیہ مسلک ایک صوفیانہ مسلک ہے یہ مذہب مذاہب اسلام میں ایک معتدل مذہب ہے جس میں قرآن مجید اور اہل بیت اطہار کو مساوی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے دامن میں ایسے ایسے اعمال اور ورد وظائف موجود ہیں جن کے سچے دل سے تواتر کے ساتھ بجالاتے رہنے والے بغیر کسی وسیلے کے دریا عبور کر سکتے ہیں۔ اور فضائے بسیط میں پرواز کر سکتے ہیں۔

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

جس کا اپنا الگ فقہی نظام، جداگانہ اعتقادی و اصولی نظام اور الگ شجرۂ طریقت ہے جو سلسلۃ الذھب کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ سلسلۂ نور بخشیہ دوسرے سلاسل تصوف مثلاً چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، روشنائیہ، نعمۃ اللہی، ذہبیہ، مولویہ اور شاذلیہ وغیرہ کی مانند ایک روحانی سلسلہ ہے۔ روحانی مقامات اور نظریات کے لحاظ سے معمولی فرق کے ساتھ سب ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ اسی طرح نور بخشیہ دوسرے فقہی مذاہب مثلاً شافعی، حنفی، اہل حدیث اور شیعہ کی طرح ایک فقہی مکتبۂ فکر ہے۔ جس کی اپنی الگ شناخت اور حیثیت ہے بعض فروعی مسائل میں تھوڑے بہت فرق کے ساتھ دوسرے فقہی دبستانوں سے ملتا جلتا ہے۔

کیونکہ اس کا اپنا فقہ [1] دبستان فکر ہے اسی طرح اپنا الگ روحانی وعرفانی دستورالعمل [2] اور جداگانہ اعتقادی نظام [3] ہے۔ لہذا اسے شیعہ قرار دیا جا سکتا ہے نہ سنی بلکہ اپنے الگ استقلالی وجود کی بناء پر الگ روحانی اور صوفی مسلک ہی قرار دینا قرین مصلحت ہے۔

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

۱۔ یہ فقہ احوط از میر سید محمد نوربخش، مالا بدمنہ از شیخ علاوالدولہ سمنانی، کتاب الاعتقادیہ از میر سید علی ہمدانی، دعوات صوفیہ از نا نجم الدین ثاقب، رسالہ امامیہ از ملا حسین کوکئی پر مبنی فقہی کتابیں ہیں۔

۲۔ یہ جنید بغدادی، ابونجیب سہروردی، احمد غزالی، نجم الدین کبری، عبدالرحمن اسفرائنی، علاوالدلہ سمنانی، میر سید علی ہمدانی اور سید محمد نوربخش کے سینکڑوں کتب ورسائل میں مندرج ہیں۔

۳۔ یہ میر سید محمد نوربخش کی کتاب الاعتقادیہ، نجم الدین کبری کی الاصول العشرہ اور علاؤالدولہ سمنانی کی العروہ لاحل الخلوۃ والجلوۃ وغیرہ پر مبنی ہیں ہے۔

مسلک نوربخشیہ کا زنجیرۂ طریقت

کیونکہ مسلک نوربخشیہ ایک صوفی روحانی سلسلہ ہے دوسرے سلاسل تصوف کی مانند اس کا اپنا منفرد سلسلہ موجود ہے جو آنحضرت سے اب تک مسلسل اور معنعن ہے۔ ذیل میں ہم نوربخشیہ کا سلسلہ طریقت درج کر رہے ہیں۔

حضرت سید محمد نوربخشؒ متوفی 869ھ

حضرت خواجہ اسحاق ختلانیؒ متوفی 826ھ

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ متوفی 786ھ

حضرت شیخ محمود مزدقانیؒ متوفی

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ متوفی 736ھ

حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمٰن اسفرائنیؒ متوفی

حضرت شیخ احمد ذاکر جوزجانیؒ متوفی 662ھ

حضرت شیخ رضی الدین علی لالا غزنویؒ متوفی 642ھ

حضرت شیخ ابوالجناب نجم الدین کبریٰؒ متوفی 618ھ

حضرت شیخ عمار یاسر بدلیسیؒ متوفی 582ھ

حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ متوفی 563ھ

حضرت شیخ ابوالفتوح احمد غزالیؒ متوفی

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

حضرت شیخ ابوبکر نساجؒ متوفی 487ھ

حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ متوفی 450

حضرت شیخ ابوعثمان مغربیؒ متوفی 373

حضرت شیخ ابوعلی کاتبؒ متوفی 336ھ

حضرت شیخ ابوعلی رودباریؒ متوفی 322ھ

حضرت شیخ جنید بغدادیؒ متوفی 297ھ

حضرت شیخ سری سقطیؒ متوفی 251ھ

حضرت شیخ معروف کرخیؒ متوفی 203ھ

حضرت امام علی الرضا متوفی 203ھ

حضرت امام موسیٰ الکاظم متوفی 193ھ

حضرت امام جعفر الصادقؒ متوفی 193ھ

حضرت امام محمد الباقرؒ 117ھ

امام علی زین العابدین 94ھ

امام حضرت حسین الشہید کربلا 61ھ

حضرت امام علی المرتضیٰ 40ھ

حضرت خاتم الانبیاء محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔1

1۔ میر سید علی ہمدانی نے سلسلۃ الاولیاء، فقریہ، تلقینیہ، داؤدیہ اور الطالقانیہ میں یہی سلسلہ دیا ہے اور کتاب الفتوت میں فتوت و جوانمردی کا ایک دوسرا سلسلہ دیا ہے جبکہ میر سید محمد نوربخش نے اپنی کتابوں مثلاً کشف الحقائق، مشجر الاولیاء اور صحیفۃ الاولیاء میں یہی سلسلہ (باقی اگلے صفحے پر)

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

پس یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ آنجناب کا تعلق مذہب صوفیہ نوربخشیہ سے تھا جو سلسلۃ الذہب کے نام سے تاریخی کتب میں معروف ہے جس کے معنی ہیں رشتۂ طلائی (سونے کی زنجیر) جسے سلاسل تصوف میں نمایاں مقام حاصل ہے جو شہ عارفان، مہ کاملان، قدوۃ الاولیاء، زبدۃ الاصفیاء، حکیم دل وجان، طبیب مریدان، پیام سحر شریعت، چراغ شبستان طریقت، سراج دبستان حقیقت، مجتہد اعظم، قطب الاقطاب، غوث المتاخرین، حضرت سید محمد نوربخش نوراللہ مرقدہ سے مسلسل و معنعن خاتم النبین، شفیع المذنبین، رحمتہ للعالمین، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے متصل ہے۔

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

(بقیہ حصہ پچھلا صفحہ) درج کیا ہے اوران کے علاوہ علی مجی کی سلسلۃ الاولیاء، محمد علی کشمیری کی تحفۃ الاحباب اور شمس الدین لاہیجی نوربخشی کی مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز میں بھی اسی طرح ہے۔ نیز یہی سلسلہ غیرنوربخشی کتابوں اور تذکروں جیسے رسالہ قدسیہ خوبجہ محمد پارسا، روضات الجنان حافظ حسین کربلائی، طرائق الحقائق معصوم علی شاہ شیرازی، بستان السیاحۃ زین العابدین شیروانی مقدمہ مجموعہ مصنفات فارسی امام احمد غزالی میں بھی اسی طرح منقول ہے۔

مسلک نوربخشیہ کا مختلف ادوار میں نام

جس طرح دوسرے مذاہب اور مسالک کا مختلف ادوار میں مختلف امتیازی نام رہا ہے اسی طرح مسلک نوربخشیہ کا نام بھی مختلف رہا ہے۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت امام علی رضا علیہ السلام تک ''سلسلۃ الذھب '' کے نام سے محدثین میں مشہور ومعروف ہے۔ جبکہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے مرید خاص حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت میر سید محمد نوربخشؒ تک مختلف ادوار میں مختلف نسبتی ناموں سے موسوم رہا ہے۔ مثلاً:

حضرت شیخ معروف کرخیؒ کے زمانے سے حضرت شیخ سری سقطیؒ تک:

''معروفیہ''

حضرت شیخ جنیدؒ کے زمانے سے حضرت شیخ احمد غزالیؒ تک:

''جنیدیہ''

حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ کے زمانے سے حضرت شیخ عمار یاسر بدلیسیؒ تک:

''سہروردیہ''

حضرت شیخ نجم الدین کبری شہیدؒ کے زمانے سے حضرت شیخ محمود مزدقانیؒ تک:

'' کبرویہ''

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی ملقب بہ شاہ ہمدان محسن کشمیر و بلتستان کے زمانے

سے حضرت خواجہ اسحاق ختلانیؒ کے زمانے تک:

"ھمدانیه"

اسی طرح حضرت میر سید محمد نور بخشؒ کے زمانے سے اب تک اُن کے لقب کی مناسبت سے:

"نوربخشیه"

یاد رہے کہ حضرت میر سید محمد نور بخشؒ کے پیروکاروں کو ان سے نسبت کی بنا پر اوران کی روش پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے کلمۂ "نوربخشیہ" سے پکارا اور لکھا جاتا ہے۔[1]

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

1۔ آثار شاہ ہمدان از آخوندزادہ محمد رضا ،صوفیہ نوربخشیہ از غلام حسن حسنو ، تاریخ بلتستان ص ۱۴۹۔

مسلکِ نوربخشیہ کی بعض خصوصیات

بعض وہ خصوصیات جو اسے دوسرے مذاہب اور مسالک سے ممتاز بناتی ہیں، درج ذیل ہیں۔

ا۔ عالم فاضل مرشدین طریقت

مسلک نوربخشیہ کو یہ طرۂ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے تمام مشائخ اپنے اپنے دور کے لائق وفائق اور عالم وفاضل انسان تھے۔ نہ صرف عالم وفاضل بلکہ تقریر وتحریر دونوں میدانوں کے شہسوار تھے۔ حضرت علی سے امام علی رضا تک آئمہ کے علم وفضل کا کس کو انکار ہے؟ معروف کرخی سے میر سید محمد نوربخش تک سارے بزرگ زبردست پڑھے لکھے ہیں۔ ان میں سید محمد نوربخش علم وفضل میں تبحر، میر سید علی ہمدانی علوم شریعت وطریقت کے جامع، شیخ علاؤ الدولہ سمنانی شیخ الاسلام، شیخ رضی الدین علی لالاغزنوی مجتہد فی علوم الطریقۃ، شیخ ابوالجناب نجم الدین کبری بوجہ مناظر بے بدل طامۃ الکبری، شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ مفتی العراقین، ابوالفتوح احمد غزالی شیخ الجامعۃ النظامیۃ، شیخ جنید بغدادی سید الطائفہ کے القاب سے ملقب اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں۔ ان کی تحریریں آج بھی دستیاب ہیں اور انسانیت کی رشد وہدایت کے لئے موجود وموثر ہیں۔ ان بزرگوں کے مریدین اور شاگردوں کا علمی مقام بھی کم اہمیت کی حامل نہیں مثلاً ابوالقاسم گرگانی کا مرید سید علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش مدفون لاہور، ابوالنجیب سہروردی کا مرید شیخ شہاب الدین سہروردی، نجم الدین کبری کا

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

مرید مجد الدین بغدادی اور امام فخر الدین رازی، شمس الدین عراقی کا مرید محمد علی کشمیری، امام احمد غزالی کا مرید عین القضات ہمدانی وغیرہ۔اس کے مقابلے میں دوسرے سلاسل کے بزرگ علمی میدان میں کوئی قابل ذکر مقام نہیں رکھتے مثلاً خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، نظام الدین اولیاء، فرید الدین گنج شکر، بری امام مدفون اسلام آباد، ابوالحسن شاذلی وغیرہ کا علم وفضل کے میدان میں کوئی قابل مقام نہیں اور قابل ذکر علمی کام کا تاریخ میں سراغ نہیں ملتا۔

۲۔علمی کتب کی بکثرت موجودگی

مسلک نوربخشیہ کا یہ بھی امتیازی شان ہے کہ اس فرقے کے بزرگ پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ ساتھ قلم کے دھنی بھی تھے انہوں نے اپنی تعلیمات کو تحریری صورت میں اپنے پیروکاروں کے لئے چھوڑا۔اگر چہ ایک مغل سردار مرزا حیدر دوغلت کاشغری ۱اور مغل حکمران جہانگیر کے ہاتھوں ۲نوربخشی کتابوں کے نذر آتش ہونے اور سخت پابندی کے باوجود آج بھی سینکڑوں کتب ورسائل موجود ہیں۔ہم ذیل میں ایک گوشوارہ دی رہے ہیں جس سے مسلک نوربخشیہ کے علمی ذخیرے کا اندازہ کیا

۱۔مرزا حیدر دوغلت کاشغری نے ۹۴۷ھ میں کشمیر پر قبضہ کیا تھا ۹۵۷ھ میں اس نے نوربخشیوں کے خلاف سخت ایکشن لیا اس نے نوربخشی کتابوں بالخصوص الفقہ الاحوط پر پابندی لگایا انہیں جمع کیا اور نذر آتش کیا نوربخشیوں کو حنفی بننے کا حکم دیا جن لوگوں نے انکار کیا انہیں قتل کرایا میر شمس الدین عراقی کی خانقاہ اور مزار کو منہدم کرایا تفصیلات کے لئے دیکھئے تاریخ رشیدی از مرزا حیدر دوغلت، آثار شاہ ہمدان از آخوندزادہ محمد رضا۔

۲۔حضرت مجدداوران کے ناقدین ص ۱۹۔۔۔۔۔ آثار شاہ ہمدان ص ۱۱۳ تا ۱۱۸۔

جاسکتا ہے۔

نام بزرگ	تصنیف	دستیاب	نام بزرگ	تصنیف	دستیاب
سید محمد نوربخش	۳۴	۲۸	میر سید علی ہمدانی	۱۵۰	۷۵
شیخ علاؤالدولہ سمنانی	۱۵۰	۳۶	نورالدین عبدالرحمن اسفرائنی	۶۵	۹
شیخ احمد ذاکر جوزجانی	۴	-	شیخ علی لالاغزنوی	۲	۱
شیخ نجم الدین کبری	۳۶	۸	شیخ ابوالنجیب سہروردی	۳۴	۳
ابوالفتوح احمد غزالی	۲۸	۱۶	شیخ جنید بغدادی	۴۵	۱۷

۳۔ قرآن واہل بیت میں توازن

نوربخشی عقائد میں قرآن واہل بیت میں مکمل توازن پایا جاتا ہے اور حدیث ثقلین پر مکمل اور پوری روح کے ساتھ عمل ہوتا ہے جبکہ باقی فرقوں اومسالک میں توازن نہیں بلکہ کسی نہ کسی کی جانب جھکاؤ ہے یہ جھکاؤ کبھی شدید اور کبھی کم ہوتا رہتا ہے۔ شیعہ امامیہ اہل بیت کی جانب اور اہل سنت قرآن وصحابہ کی جانب واضح جھکاؤ رکھتے ہیں۔ لیکن ان دونوں فرقوں کے دوسرے ذیلی فرقوں میں یہ جھکاؤ غلو کی حد کو پہنچ جاتا ہے لیکن نوربخشیہ میں دونوں کو برابر اہمیت دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں مکمل توازن ہے۔

۴۔ وحدت ویکجہتی

نوربخشیہ شروع سے اب تک ایک ہی جماعت کی حیثیت سے موجود رہا ہے اس میں کوئی گروہ بندی نہیں ہے۔ پہلے مختلف وقتوں میں اس کے اندر جو گروہ بندی

ہوئی وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک گروہ یا گروہ بندی ہی کے خاتمے کے نتیجے میں نوربخشیہ پھر وحدت میں ڈھل گئی مثلاً ربعہ شگری کی سازش کے نتیجے میں میر مختار اخیار اور میر یحیی میں شکر رنجی پیدا ہوئی اور میر مختار کو شگر سے فرار ہو کر کریس میں پناہ لینا پڑا! لیکن جب شاہ شگر کی سازش کا زور ٹوٹا تو وہ پھر ایک ہو گئے۔ تب سے اب تک یہ ایک ہے۔ اس میں دھڑے بندی نہیں رہی۔ موجودہ گروہ بندی بھی عنقریب ختم ہونے والی ہے جس کا آغاز ہو چکا ہے ہدانیہ گروہ ختم ہونے کے قریب ہے جبکہ صوفیہ اور امامیہ گروہ جدلیاتی عمل سے گزر رہا ہے۔ جلد ہی نتیجہ برآمد ہونے والا ہے۔

۵۔ گمراہ فرقوں سے پاک

نوربخشیہ سے آج تک کوئی گمراہ فرقہ نہیں نکلا نوربخشی پوری تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ اس سے کوئی گمراہ فرقہ وجود میں آیا ہو نہ ہی آج کوئی ایسا فرقہ موجود ہے حالانکہ بابی اور بہائی فرقہ، شام کا نصیری فرقہ شیعہ فرقے سے، نیچری، اہل قرآن اور پرویزی فرقہ اہل حدیث سے، قادیانی فرقہ اہل سنت سے نکلے ہیں اور باتفاق عالم اسلام یہ سب گمراہ فرقے ہیں اس میں ایک لمبی فہرست آسکتی ہے ملل ونحل اور فرقوں سے متعلق کتب میں پوری تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

٦۔ اصول وفروع کی یکجائی

باقی مسلمان فرقے عقیدہ کسی کا اپناتے ہیں اور فقہی مسائل میں کسی اور کے فتوے پر عمل پیرا ہوتے ہیں مثلاً اہل سنت عقیدہ امام ماتریدی اور امام ابوالحسن اشعری کو

ا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ۔

اپناتے اور فقہی احکام چاروں آئمہ میں سے کسی کا لیتے ہیں جبکہ شیعہ امامیہ والے عقیدہ شیخ صدوق سے اور فقہ مختلف مجتہدین سے لیتے ہیں لیکن نوربخشیہ میں یہ بات یکجا ہے وہ یوں کہ وہ عقائد میں سید محمد نوربخش کی کتاب الاعقادیہ پر اور فقہی احکام میں ان ہی کی فقہی کتاب الفقہ الاحوط پر عمل پیرا ہیں۔

۷۔ظاہر و باطن یا مادیت و روحانیت کا امتزاج

باقی اسلامی فرقوں میں ظاہراسلام پر عمل ہوتا ہے جسے وہ شریعت کا نام دیتے ہیں روحانی یا معنوی معاملات جسے وہ طریقت کا نام دیتے ہیں، کے لئے کسی روحانی سلسلے سے وابستہ ہونا پڑتا ہے یعنی وہاں فقہ کسی کا اور فقہ کی روح پر عمل کے لئے کسی اور کا دامن تھامنا پڑتا ہے مثلاً ایک سنی حنفی مسلمان کے لئے امام ابوحنیفہ کے فقہ پر عمل کرنا پڑتا ہے روحانیت کے لئے کسی چشتی یا کسی اور سلسلے کے بزرگ سے وابستہ ہونا پڑتا ہے۔اسی طرح ایک شیعہ کے لئے بشرطیکہ وہ پیری مریدی کو مانتا ہو تو اسے اپنے اختیار کردہ آیت اللہ کے فقہ توضیح المسائل کو لینے کے بعد کسی صفوی یا نعمت اللٰہی بزرگ سے وابستگی ضروری ہوتا ہے لیکن نوربخشیہ میں یہ دوئی نہیں بلکہ دونوں ساتھ ساتھ ہے۔ فقہ احوط میں فقہی ظاہری احکام کے ساتھ ساتھ مختلف روحانی احکام و مسائل بھی مندرج ہیں جس کی وجہ سے نوربخشیہ میں ظاہر و باطن یا شریعت و طریقت کا امتزاج ہے۔

۸۔امن پسندی

مسلک نوربخشیہ کا یہ بھی طرۂ امتیاز ہے کہ اس مسلک کے بزرگوں نے ہمیشہ

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

امن اور خلق خدا کی بہتری اور رشد و ہدایت کے لئے کوششیں کیں اگر چہ اس فرقے کے خلاف دوسرے فرقوں اور حکمرانوں نے بہت کچھ کیا جن کا سرسری ذکر پہلے آ چکا ہے لیکن اس فرقے کے علما وفضلاء اور ارباب اختیار نے کوئی ایسا اقدام نہیں کیا جس سے کسی دوسرے فرقے یا فرقے کے کسی فرد کو مادی یا روحانی نقصان پہنچا ہو۔ آج بھی جبکہ ساری دنیا میں قتل وغارت اور فتنہ وفساد کی آگ ہر جگہ بھڑک رہی ہے مختلف دینی جماعتیں اور ان کا عسکری ونگ ان میں برابر کی شریک ہیں۔ نوربخشی ان سب سے بالکل الگ تھلگ پرامن چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس فرقے کا کوئی بھی عسکری ونگ نہیں۔ اس سے وابستہ تنظیمیں تو کجا انفرادی طور پر بھی کوئی فرد کسی مسلمان کے خلاف ہتھیار بند نہیں ہے۔ اس کے برخلاف سپاہ محمد، مختار فورس، حزب اللہ شیعہ فرقے کا، جیش محمد، طالبان، حرکت المجاہدین وغیرہ اہل سنت کا، لشکر طیبہ اور القاعدہ اہل حدیث کا عسکری ونگ ہیں جن کی مسلح کارروائیوں سے کفار سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا اور عالم اسلام کے چیدہ چیدہ بہترین دماغ خصوصاً علما، ڈاکٹر اور ماہرین کی ایک بڑی تعداد مقتول یا شہید ہوئی جس کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

۸۔ کفر بازی سے اجتناب

مسلک نوربخشیہ کے خلاف دیئے جانے والے فتوے حدیقۃ الشیعہ، تاریخ رشیدی میں موجود ہیں اور مغربی جمہوری دور میں جاری ہونے والے فتوؤں کے لئے تحفۂ تبت من اہلسنت دیکھی جا سکتی ہے ان کے نتیجے میں نوربخشیوں کے خلاف ہونے والی بھیانک کارروائیوں سے تاریخ کشمیر بھری پڑی ہے لیکن تاریخ میں کوئی ایسا فتوی

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

نہیں جونوربخشیوں نے کسی کے خلاف دیا ہو۔ نوربخشی مکمل طور پر اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ بِيَدِهٖ وَ لِسَانِهٖ [1] پر عمل پیرا ہے اور اختلاف کی بنیاد پر کسی کلمہ گو مسلمان کی تکفیر جائز نہیں جو قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا، روزے رکھتا، زکوۃ دیتا، حج بجالاتا ہو [2] اس حکم پر مکمل عمل پیرا ہے اور میر سید محمد نوربخش کے اس فتوے پر مکمل عمل ہوتا ہے کہ جس معاملے پر امت مسلمہ کا مکمل اتفاق نہ ہو اس کے بارے میں حتمی بات کرنے سے گریز کرے۔

۱۰۔ راہ اعتدال پر گامزن

نوربخشیہ خیر الامور اوسطها [3] پر مکمل عمل پیرا ہے وہ ہر معاملے میں راہ اعتدال پر گامزن ہے کسی بھی معاملے میں افراط وتفریط کا شکار نہیں ہے خواہ عقائد سے متعلق ہوں یا اخلاق و کردار سے متعلق محبت اہل بیت کے بارے میں ہوں یا عبادت الٰہی کے بارے میں ہر معاملے میں راہ اعتدال اور توازن پر گامزن ہے جبکہ باقی اکثر فرقوں میں راہ اعتدال کی بجائے افراط وتفریط زیادہ ہے جس کی وجہ سے بے جا غلو اور تعصب کا دور دورہ ہے۔ جس نے یہ شعر کہا ہے خوب کہا ہے۔

راہ نوربخشی است راہ اعتدال

دُور از افراط وتفریط جہال [4]

۱۔ ذخیرۃ الملوک ص ۱۹۲ روایت از فضالہ بن عبید۔ ۲۔ الفقہ الاحوط ص ۱۱۷۔۱۱۸۔
۳۔ حدیث نبوی۔ ۴۔ نور المومنین سرورق

مسلک نوربخشیہ کی اشاعت

یہ سلسلہ ہر دور میں کم وبیش ہر جگہ متداول رہا ہے. البتہ اسے عروج نویں صدی ہجری میں ایران، ماوراالنہر اور عراق وعجم میں حاصل ہوا۔ میر سید محمد نوربخش نے سیمابی طبیعت پائی تھی آپ خود درس دیتے اور لوگوں کی روحانی تربیت فرماتے تھے۔ ان کے علاوہ اپنے قابل اعتماد خلفاء اور مریدوں کو تبلیغ وارشاد کے لئے مختلف علاقوں میں بھیجتے، پڑھے لکھے لوگوں کی خط وکتابت اور تصنیف وتالیف کے ذریعے راہنمائی کرتے رہے۔ روحانی انقلابی نظام" خانقاہ،، سے استفادہ عام کر دیا تھا ان سب سے بڑھ کر آپ کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ لوگ آپ کی جانب کھنچے چلے آتے اور استفادہ واستفاضہ سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ چنانچہ ان ذرائع سے استفادہ کرنے والے لاکھوں ہوتے تھے جس کا اندازہ مختلف تاریخی کتابوں اور نوربخش کے اپنے خطوط کی عبارات سے ہوتا ہے نوربخش نے اپنی کتاب رسالۃ الھدیٰ اور صحیفۃ الاولیاً میں بالترتیب ۲۱۱ اور ۴۶ جان نثار ساتھیوں کا ذکر کیا ہے۔ آپ نے بعض نامور مریدوں کو سنت مشائخ صوفیہ کے تحت مختلف علاقوں میں دعوتی ذمہ داریاں دے کر روانہ کیا تھا جنہوں نے ان علاقوں میں تحریک نوربخشیہ کو خوب پھیلایا۔ ذیل میں چند نامور خلفاء اور ان کے اوطان کا نام درج کئے جاتے ہیں جن سے آپ کے اثر ونفوذ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

1-حاجی محمد متخلص بہ فراقی سمرقندی — مصر

2- شیخ محمود بحری — بحرآباد

3-مولانا حسین کوکنی — ماوراء النہر

4-برہان الدین بغدادی — عراق

5-شمس الدین محمد متخلص بہ اسیری — شیراز

6-شیخ محمد غیبی — صولغان رے

7-شیخ محمد الوندی — ہمدان

8-خلیل اللہ — بغلان

9-مولانا حسن — گیلان

10-سلیمان [illegible] — کشمیر

11-شیخ محمد اسحاق — ملتان

اس دوران میر سید محمد نور بخشؒ ان کے نامور مریدوں اور ان کے خلفاء نے تحریک نور بخشیہ کو خوب فروغ دیا۔ میر سید نور بخشؒ کے فرزند شاہ قاسم فیض بخشؒ کے ایک مرید میر شمس الدین عراقی نے کشمیر میں نور بخشی سلسلے کو مسلک عامہ بنا دیا تھا اور کشمیر کے ایک حکمران خاندان چک کو نور بخشی حلقے میں داخل کر دیا تھا۔ لیکن جب ۹۴۰/۹۵۷ھ/۱۵۳۳/۱۵۴۳ء میں مرزا حیدر کاشغری کشمیر کا گورنر بنا۔ تو اس نے علمائے ہندوستان کے فتوے کے بہانے نور بخشیوں کا قتل عام کرایا اور نور بخشی کتابیں نذر آتش کیں حتی کہ میر شمس الدین عراقی کی خانقاہ اور مزار بھی جلا دیا گیا تھا اور کشمیر سے نور بخشی فرقے کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ مرزا حیدر کے اس عمل سے نور بخشیہ

NYP Manzoor and MehmoodAbad Unit

کو جموں و کشمیر خاص میں سخت نقصان پہنچا لیکن آٹھ سال کے اندر اندر نور بخشیوں نے نہ صرف مرزا کی ظالمانہ حکومت کا خاتمہ کر دیا بلکہ کشمیر کی حکومت بھی حاصل کی اور ۳۶ سال تک کشمیر پر حکومت کرتے رہے اور مرزا کی زیادتیوں کا ازالہ کر دیا آخر کار اکبر اعظم کے ہاتھوں تسخیر کشمیر کے بعد مغل گورنروں کے ہاتھوں تحریک نور بخشیہ کو سخت نقصان پہنچا۔ جہانگیر نے ایک بار پھر مرزا حیدر کے ظلم وستم کو نور بخشیوں پر آزمایا جس کا وہ خود اپنی کتاب تزک جہانگیری میں ذکر کرتا ہے۔ پھر بھی مضافات کشمیر میں نور بخشیہ کو اکثریت حاصل رہی حتی کہ بلتستان کی سالم آبادی نو بخشی رہی۔ جو بیسویں صدی میں شیخ جواد سکردو، سید عباس شگر، سید علی کریس، شیخ عبداللہ کواردو، شیخ غلام حسین کواردو، سید علی رضوی کھرمنگ، شیخ علی تہرانی سکردو وغیرہ کی اور ڈوگرہ شیعہ ملازمین کی زیر حمایت کوششوں سے تبدیلی مذہب کے نتیجے میں نور بخشی اکثریت اقلیت میں بدل گئی۔

ادھر ایران میں اسی زمانے میں شاہ اسماعیل صفوی نے شیعہ اسٹیٹ قائم کیا شیعہ مذہب کو مضبوط سیاسی بنیادوں پر استوار کیا۔ باقی مذاہب کو ایران میں ممنوع قرار دیا ایران کے نور بخشی زعماء بھی اس کی تشدد کا نشانہ بنے اور ایران کی نور بخشی آبادی رفتہ رفتہ شیعہ اثناعشری میں تبدیل ہوتی رہی تاہم اب بھی ایران میں نور بخشیوں کی کچھ تعداد کی موجودگی کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔

مسلک نور بخشیہ موجودہ دور میں

موجودہ زمانے میں نور بخشیہ پاکستان کے علاقہ بلتستان اور انڈیا کے ضلع کرگل وضلع لداخ میں آباد ہے اور لائن آف کنٹرول کے دونوں طرف پاکستانی

علاقے میں سیاچن سکٹر میں سلترو کی سو فیصد کندوس کی بیس فیصد اور بٹالک سیکٹر میں چھوار اور فرانو کی سو فیصد آبادی نوربخشی ہے جبکہ انڈیا سائڈ میں زوجی لا سے کرگل تک، جس میں دراس، ٹھسگام، شمشاہ اور کھربو اور ضلع لداخ کے نوبرا کے علاقے ٹیاقشی، چھولونگ کھاتھنگ، بیوغدانگ اور تورتوک شامل ہیں، تقریباً ۷۵ سے ۸۰ فیصد نوربخشی ہیں۔ انڈیا میں ان سرحدی علاقوں کے علاوہ بھی لداخ اور یوپی میں نوربخشی آباد ہیں۔ ل

پاکستان میں ضلع گانچھے کی ۸۷ فیصد اور ضلع سکردو کی ۲۸ فیصد آبادی نوربخشی ہے پاکستان کے بڑے شہروں میں نوربخشی مراکز بصورت جامع مساجد موجود ہیں جبکہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات کے دو اضلاع گانچھے اور سکردو بلتستان میں نوربخشی پیروکاروں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے بلتستان کے ضلع گانچھے کی اکثریت نوربخشی ہے وادی شگر کے ۴۱ حصہ نوربخشی ہے سکردو سب ڈویژن کے دو مواضعات شیلا کی سالم آبادی اور سرمک کی ۹۸ فیصد آبادی نوربخشی ہے۔ روندو تحصیل میں اب کوئی نوربخشی نہیں ہے۔ ضلع کھرمنگ کے موضع پنداہ کی سالم آبادی نوربخشی ہے۔

ہماری معلومات کے مطابق ہندوستان میں تھانہ بھون، یوپی کے منصوری میں کل سو نوربخشی گھرانے آباد ہیں اکثر ٹھیکیداری، ٹرانسپورٹ اور زمینداری سے وابستہ ہیں۔ ۲ے اور کشمیر کے شمالی اضلاع میں نوربخشی بکثرت آباد ہیں۔ واضح رہے کہ مقبوضہ کشمیر کے اضلاع لداخ کرگل اور زانسکر میں نوربخشیہ سلسلے کی اشاعت میر محمد

ا۔ خط بنام آخوند علی ماسٹر حشمت اللہ خان شمشاہ دراس کرگل۔ ۲۔ بیان کاچو حسن خان ساکن منصوری انڈیا بموقع دورۂ بلتستان۔

نوربخشؒ ہی نے خود کی تھی ۔ ۱؎

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ میر سید علی ہمدانیؒ، میر سید محمد نوربخشؒ اور میر شمس الدین عراقیؒ کے ہاتھوں کشمیر اور بلتستان میں اسلام کی اشاعت ہوئی اور صوفیانہ طرز زندگی کی ابتداء ہوئی ۔ جسے ان بزرگوں کے مریدین استحکام پہنچاتے رہے ۔ ان کے علاوہ میر عارفؒ، میر ابوسعیدؒ، سید علی طوسیؒ، شاہ ناصر طوسیؒ وغیرہ بھی دین اسلام کو استحکام پہنچانے کے لئے بلتستان تشریف لائے ۔ ان سب کی تبلیغی کوششوں کے نتیجے میں دین اسلام نہ صرف بلتستان میں مسلک عامہ بن گیا بلکہ مضافات بلتستان میں بھی رائج ہوا ۔ غیر اسلامی مذاہب بلتستان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے ۔

ہمارے خیال میں ہنزہ نگر سے چترال تک کے علاقوں میں بلتستان کے مبلغین نے اسلام کی اشاعت کی تھی ان دنوں بلتستان کے لوگ نوربخشی تھے چنانچہ یہاں بھی نوربخشی مسلک ہی کی اشاعت ہوئی تھی لیکن بعد میں نوربخشی پیروں، علماء اور زعماء کی نااہلی و بے حسی اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے ان علاقوں کے نوربخشیوں میں پہلے غیر نوربخشی عقائد و اعمال پیدا ہوئے اور ان میں دن بدن اضافے ہوتے گئے یہاں تک کہ وہ نام کے نوربخشی رہ گئے پھر مکمل طور پر غیر نوربخشی ہو گئے ۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۲۸ء میں منشی عزیز الدین نے تاریخ چترال لکھی ان دنوں چترال میں نوربخشی موجود تھے ۔ منشی صاحب نے انہیں شیعہ قرار دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے اعمال و عقائد عام اہل تشیع سے بہت مختلف ہیں ۔ منشی صاحب آگے ان کے مختلف اعمال پر تبصرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس فرقے کی تین بڑی شاخیں درج ذیل ہیں ۔

۱۔ تاریخ جموں ص ۵۹۰۔

۱۔نوربخشی

۲۔علی الٰہی

۳۔دوازدہ ۲

کتاب میں مذکوران کے اعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نوربخشی محض نام کے نوربخشی ہوکر رہ گئے تھے۔اب آج کل چترال میں کوئی نام کا نوربخشی بھی موجود نہیں ہے۔یہی حال ہنزہ،نگر اور گلگت کا ہے۔

اسی طرح ایک انگریز سیاح فریڈرک ڈریو نے لداخ بلتستان اور گلگت چترال کا سفر کیا اور ۱۸۷۵ء میں اپنے سفر نامہ پر مبنی کتاب THE JAMMOO AND KASHMIR TERRITORIES شائع کی جس میں وہ گلگت کے مسلم فرقوں کے بارے میں بتاتا ہے کہ یہاں شیعہ،سنی اور مولائی فرقے آباد ہیں ڈریو شیعہ اور سنی کی تفصیل میں جانا ضروری نہیں سمجھتا البتہ وہ مولائی فرقے کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھتا ہے کہ

''یہ نوربخش ہیں یہ بھی ایک طرح سے شیعہ ہیں مگر نوربخش نامی ایک بزرگ کو اپنا امام سمجھتے ہیں اور اس کے طریقے پر اب تک چل رہے ہیں'' ۳

ان عبارتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان علاقوں میں اسلام پھیلانے والے نوربخشی رواں صدی تک موجود تھے لیکن اس وقت ان علاقوں میں کوئی مقامی نوربخشی نہیں ہے۔

۱۔اور ۲۔ تاریخ چترال ص۲۸۔ ۳۔ شمالی پاکستان ص۱۹۸۔

نوربخشی بزرگوں نے نوربخشی مسلک کی خود اشاعت کی۔ان کے بعد آنے والے مبلغین بھی نہ صرف خود نوربخشی تھے بلکہ انہوں نے نوربخشی مسلک کو رواج دیا تھا۔ یہاں اشاعت اسلام کے وقت سے چودہویں صدی ہجری کے اوائل رانیسویں صدی عیسوی کے اواخر تک بلتستان میں ہر خاص و عام کا دین اسلام اور مذہب نوربخشیہ رہا۔ لیکن مذکورہ بالا صدیوں کے بعد بلتستان میں غیر نوربخشی مسالک کی اشاعت شروع ہوئی۔اور سب سے پہلے راجگان بلتستان غیر نوربخشی ہوئے اور اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں، کے تحت تیزی کے ساتھ ان کے مذہب میں داخل ہوئے اور نوربخشی لوگ جوق در جوق ان مذاہب میں تبدیل مذہب کر گئے۔اور سو فیصد نوربخشی آبادی یک دم اکثریت سے اقلیت میں بدل گئی آج کہیں دوسری، کہیں تیسری اور کہیں چوتھی نسل غیر نوربخشی ہے ان غیر نوربخشیوں کے کسی کا باپ، کسی کا دادا، اور کسی کا پڑدادا مسلک نوربخشیہ چھوڑ کر غیر نوربخشی ہوا ہے اوپر کی ساری نسلیں نوربخشی ہیں۔

مسلک صوفیہ نوربخشیہ کا حال

ہم بلتستان میں مسلک نوربخشیہ کی ماضی کسی قدر تفصیل کے ساتھ پیچھے بیان کر چکے ہیں اب ہم اس کے زمانہ حال کی صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں۔

اس وقت نوربخشیہ پاکستان، ایران اور ہندوستان میں موجود ہے اگر چہ اس کا مرکز بلتستان ہے لیکن اب یہ بلتستان کی حدود سے دور دراز علاقوں میں پھیل چکا ہے ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ پاکستان کے بڑے شہروں مثلاً اسلام آباد، راولپنڈی، واہ

کینٹ، مری، لاہور، کوئٹہ، گلگت، بونجی، مظفر آباد، پشاور، ایبٹ آباد اور کراچی میں نوربخشی مساجد، مدارس اور مراکز قائم ہو چکے ہیں اور دوسرے شہروں میں بھی ان کے قیام کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں ادھر ہندوستان میں کشمیر کے علاوہ ڈیرہ دون، شملہ، نے نینیتال اور منصوری میں نوربخشی مساجد اور مدارس قائم ہو چکے ہیں۔ اس وقت مرکزی نوعیت کے دو مدرسے، سکردو میں مدرسہ شاہ ہمدان جس کی شاندار عمارت حال ہی میں مکمل ہوئی ہے اور کراچی میں جامعہ اسلامیہ صوفیہ امامیہ نوربخشیہ کام کر رہے ہیں جن میں اعلیٰ اسلامی تعلیم کا بندوبست ہے۔ جبکہ علاقائی سطح پر سینکڑوں مدارس قائم ہیں جن میں ہزاروں نوربخشی بچے اور بچیاں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور تربیت پا رہے ہیں۔

علماء کی ایک بڑی تعداد میدان عمل میں موجود ہے جو اعلی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ یونیورسٹیوں کے گریجویٹ ہیں ان میں سے بعض انفرادی طور پر تصنیف و تالیف اور تحقیق کا شغف بھی رکھتے ہیں۔ نہ صرف نوربخشی بزرگوں کی کتابوں کو بتدریج شائع کر رہے ہیں بلکہ خود بھی مختلف موضوعات پر کتابیں لکھ کر شائع کر رہے ہیں اس سلسلے میں بہت سے عربی و فارسی متون اور ان کے اردو تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ نوربخشی پڑھے لکھے جوانوں میں غیر معمولی جوش و جذبہ پایا جاتا ہے ایک طرف وہ اعتکاف نشینی، ذکر واذکار اور دیگر روحانی تربیتی پروگراموں میں ذوق وشوق سے حصہ لے رہے ہیں دوسری طرف وہ نوربخشی باکرامت بزرگوں کے علمی ورثے کو دنیا بھر کی لائبریریوں سے تلاش کرنے اور انہیں جدید تقاضوں کے مطابق اردو اور انگریزی زبانوں میں منتقل کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنے میں فعال کردار ادا کر رہے

N.P. Manzoor and Mehmood Ahad Unit

ہیں۔اس سلسلے میں وہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذرائع سے کام لے رہے ہیں اس سلسلے میں شاہ ہمدان ڈیجیٹل ریسرچ لائبریری، صوفی بکس کام اور سلوک جیسے اداروں کے قیام اور انہیں چلانے میں مصروف ہیں۔

اس وقت نوربخشیوں میں مرکزیت کا تھوڑا فقدان ہے پہلے دو رسالے تبیان نوربخشیہ کراچی اور نوائے صوفیہ اسلام آباد سے شائع ہوتے تھے جو مسلک نوربخشیہ کی ترجمانی کرتے تھے اب اول الذکر بند ہو چکا ہے جبکہ ثانی الذکر اب تک جاری ہے۔ مرکزی انجمنیں قائم ہیں لیکن فعال نہیں ہیں۔البتہ علاقائی سطح کی انجمنیں کافی حد تک فعال اور مضبوط ہیں۔ابھی تک نوربخشیوں میں سیاسی، عسکری، خواتین اور طلبہ تنظیمیں موجود نہیں ہیں۔صرف نوجوانوں کی ایک تنظیم نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن (NYF) کے نام سے موجود ہے جو کسی قدر فعال ہے اس پلیٹ فارم سے نوربخشی جوانوں میں مذہب کے ساتھ بے پناہ جذباتی لگاؤ بڑھ رہا ہے۔کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم طلباء کے لئے قائم "شاہ سید ہاسٹل" کا سلسلہ اس کا ناقابل تردید ثبوت ہیں۔

نوربخشیوں میں بے پناہ دینی جذبہ موجود ہے یہ جذبہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اسلاف کی پیروی اور عظمت رفتہ کی جانب پیشرفت ہو رہی ہے۔ ان میں بزرگوں کی ماضی کے شاندار روحانی تجربات کی جانب دلچسپی بڑھ رہی ہے اور نوجوان طبقہ آخوند فقیر ابراہیم صاحب اور ان کے تربیت یافتہ شاگردوں کی قیادت میں ان سرگرمیوں میں جوش و خروش سے حصہ لے رہے ہیں اور اس کے نہایت خوشگوار اور دور رس نتائج نکل رہے ہیں۔ سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ مدرسہ شاہ ہمدان اور فقراء کی سرپرستی کر رہے ہیں۔

مسلک نوربخشیہ کا مستقبل

بلتستان میں نوربخشیہ کا مستقبل تابناک ہے البتہ قیادت کا فقدان اور لامرکزیت کا معاملہ تھوڑا بہت تشویشناک ضرور ہے تاہم مرکزیت اور اتفاق واتحاد قائم ہو کر رہے گا۔ عالمی اور وطن عزیز کی معروضی صورت حال کے پیش نظر نوربخشیوں میں بھی عسکری، طلبہ، خواتین، سماجی اور سیاسی تنظیمیں وجود میں آئیں گی اور ان پلیٹ فارموں سے مختلف سمتوں میں پیشرفت ہوگی۔ اور نوربخشی علما تحریری میدان میں آگے آئیں گے نوائے صوفیہ کے علاوہ اور بھی رسائل جاری ہونگے مستقبل میں تبلیغ وارشاد کا سلسلہ بڑے زور شور سے شروع ہوگا اور اس میدان میں بڑی کامیابی متوقع ہے۔ اس وقت جو کیمپ روحانی طور پر ترقی کر رہی ہے مستقبل میں روحانیت کی جانب سفر مزید آگے بڑھ جائے گا۔

NYF Manzoor and Mehmood Ahmad Unit

گذشتہ چند سالوں سے ہم نے کچھ نئے تجربات کیے ہیں جن کے بہترین نتائج برآمد ہوئے ہیں جنہیں حال ہی میں ہمیں پنجاب یونیورسٹی جیسے بین الاقوامی شہرت کی حامل علمی ادارے میں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔

ادھر شاہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف (SHRIS) کے پلیٹ فارم سے نوربخشی کتب ورسائل کی بازیابی، تدوین، اور اشاعت جدید ترین ٹیکنولوجی سے کام لینے کی بدولت نئے مرحلے میں داخل ہوگئی ہے۔ جس طرح اس کی سرگرمیوں میں ہمارا جدید ذہن اور بین الاقوامی برادری دلچسپی لے رہی ہے وہ مسلک نوربخشیہ کے بہتر مستقبل کی نشاندہی کرتی ہے۔

مسلک نوربخشیہ میں اختلافات

مسلک نوربخشیہ دو تین عشرے سے انتشار و افتراق کا شکار ہے۔ اس انتشار کی وجہ سے ہر باشعور نوربخشی پریشان ہے۔ جس سے ملے اسی انتشار و افتراق کا رونا روتے نظر آئیں گے لیکن یہ انتشار و افتراق ختم ہونے میں نہیں آرہا۔ کچھ عرصہ سے عدالتوں میں مقدمات بھی چل رہے ہیں چند مقامات پر ہاتھاپائی پر مبنی تصادم بھی ہو چکا ہے متعدد کے خلاف پرچے درج ہو چکے ہیں اور کئی ایک کو عدالتوں سے سزائیں بھی ہو چکی ہیں اور متعدد کو جیل کی ہوا بھی کھانی پڑی ہے۔ کئی ملازمتوں سے برطرف بھی ہو گئے ہیں چند کاروباری اسی کے شاخسانے دیوالیہ بھی ہو چکے ہیں اور پرنالہ وہیں ہے جہاں پہلے تھا۔ جہاں پوری قوم کو متحد کرنے کے لئے چند کوشش اور معاہدے بھی ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی انتشار اپنی جگہ موجود ہے جس سے قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم میں واقعی اس نوعیت کے اختلافات موجود ہیں جو ہمیں:

۱۔ آپس میں کشیدگی بڑھانے اور باہم متصادم ہونے پر مجبور کریں؟

۲۔ اور نوبت عدالتوں تک پہنچائیں؟

۳۔ کیا کشیدگی بڑھانے اور عدالتوں تک جانے سے من حیث القوم ہمیں کوئی فائدہ پہنچ رہا ہے؟

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

الرایسی نوعیت کے اختلافات سرے سے ہیں ہی نہیں تو پھر یہ سارا ہنگامہ کیا ہے؟

۱۔ قوم اس حال تک کیسے پہنچی؟

۲۔ موجودہ صورت حال کیا ہے؟

۳۔ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے؟

۴۔ اس سے کس طرح نکلا جا سکتا ہے؟

اگر اختلافات واقعی موجود ہیں تو:

۱۔ ان کی نوعیت کیا ہے؟

۲۔ کتاب وسنت اور نوربخشی کتب کی روشنی میں ان کی کیا اہمیت ہے؟

۳۔ انہیں کس طرح حل کیا جا سکتا ہے؟

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

زیرِ نظر کتاب میں انہی سوالوں کے جوابات دلسوزی کے ساتھ دیے ہیں۔

امید ہے کہ قارئین، مسلک نوربخشیہ سے حقیقی لگاؤ رکھنے والے اور اربابِ حل وعقد ان پر غور وفکر کریں گے۔

اتحادامت مسلک نوربخشیہ کی امتیازی شان

مسلک نوربخشیہ کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ میر سید محمد نوربخشؒ نے اتحادِ اُمت اور احیائے سنت نبوی کا بیڑا اُٹھایا اور بڑے شد و مد کے ساتھ اس مشن کی تکمیل کے لئے کتب ورسائل تصنیف کیں جس کے نتیجے میں ایک تحریک برپا ہوئی یہ تحریک ''تحریک نوربخشیہ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ فروعی احکام و مسائل میں میر سید محمد نوربخشؒ کی معروف فقہی کتاب ''الفقہ الاحوط'' اور عقائد و اصول میں انہی کی کتاب ''کتاب الاعتقادیہ'' اسی بات کا بین ثبوت ہے۔ میر محمد سید نوربخشؒ نے اپنی ان دونوں کتابوں میں امت مسلمہ کے درمیان موجود فکری و نظری اور فروعی و عملی اختلافات کا واضح حل پیش کیا ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ جس شخصیت نے امت کے مابین اختلافات کا خاتمہ فرمایا ہو، جس کے مشائخ کرام ، مرشدین عظام ، اور پیشوایان روحانی امت مسلمہ کے مابین خصوصاً اور دنیائے انسانیت کے مابین عموماً اختلافات کے خاتمہ کا داعی ہو، جبکہ انہی کے پیروکار سطحی اور لایعنی باتوں کے اختلافات کا شکار ہوجائیں؟ میر سید محمد نوربخشؒ ہمہ جہت وسعت نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے: کَافَّةً لِأَهْلِ الْعَالَمِ یہ پوری دنیاوالوں کے لئے کافی ہونے کا دعویٰ کرے اور انہی کے پیروکار تنگ نظری کا شکار ہوکر اپنے ذاتی پسند اور ناپسند کو بنیاد بنا کر خود اپنے ، قبیلے ، محلے ، شہر ، علاقے اور ملک کے لوگوں کو نوربخشی تعلیمات سے اور نوربخشیت سے نکال

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

باہر کرنے پراتر آئیں؟

نوربخشیوں میں جواختلافات بتائے جاتے ہیں ہمارے خیال میں وہ بے بنیاد یا معمولی ہیں اور قابل حل بھی۔ ان معمولی معمولی باتوں کو بڑھاچڑھا کر پیش کرنے اورانہی کی بنیاد پرنوربخشیوں میں باہم منافرت بڑھانے میں غیرنوربخشی سازشیں کارفرماہیں۔دونوں گروہ اس وقت ان کی سازشوں کا دانستہ ونادانستہ شکار ہے۔ یہ سازشیں ایک مخصوص فرقہ کے لوگ نوربخشیوں میں پھیلا رہا ہے جس میں اس کے مفادات مضمر ہے ان مفادات کے حصول کے لئے وہ ایک مخصوص گروہ اوراس کے راہنماؤں کی وسیع پیمانے پر مالی امداد،سیاسی اور اخلاقی سرپرستی کر رہے ہیں۔ یہ اس قدر کھلے عام اورڈانکے کی چوٹ پر ہورہی ہے ! آج یہ امداد بند اور سرپرستی ختم ہو جائے تو نوربخشی شیروشکر ہونے میں دیر نہیں لگائیں گے۔

نوربخشیوں میں جواختلافات بتائے جاتے ہیں ان کی حیثیت ''چائے کی پیالی میں طوفان'' سے زیادہ نہیں۔ اگران دو باتوں کو آج ہم نے سمجھ لیا تو آج ہی ہمارے اختلافات ختم ہوجائیں گے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ:

۱۔ مشائخ عظام اورمرشدین کرام کی کتب کو ہی معیار بنائے۔

۲۔ اپنی ذاتی پسند اور ناپسند کی خودساختہ معیارات کو ہمارے باکرامت بزرگوں کی پسند وناپسند کے مطابق ڈھال لے۔

۱۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اگرانہیں اس کا علم نہیں ہے تو وہ ذرا جامع مسجد شاہ قاسم فیض بخش بلتی کالونی علی پور فراش اسلام آباد جا کر اندرنگی بورڈ کو دیکھ لیں اور مرکزی تحریک نفاذ فقہ جعفریہ راولپنڈی کی جانب سے شائع کردہ میزانیہ پڑھ لیں۔

NYH Manzoor and Mehmood Azad Unit

۳۔ ہمارے صاحب کرامت بزرگوں کی تعلیمات کے سامنے اپنے ذاتی نظریات اور نفسانی رجحانات اور طبعی خواہشات کو قربان کردیں۔

۴۔ ان باکرامت مشائخ کی پسند کو اپنا پسند اور ان کی ناپسند کو اپنے لئے ناپسند ٹھہرادیں۔

۵۔ سازش کے تحت مخصوص فرقہ جس مخصوص گروہ کی کھلے بندوں مالی اور اخلاقی مدد کررہا ہے۔ اس گروہ کے باضمیر لوگ اپنی آنکھیں کھلی رکھیں کیا، کیوں، کس لئے کی بنیاد پر سوچیں اور امداد کو اس فرقہ کے منہ پر دے ماریں۔

۶۔ دوسرا گروہ اپنی کثرت کے بل بوتے پر اس اقلیت کو دیوار سے لگانے کی کوششیں ترک کریں اور اس کو غیر نوربخشیوں سے وسیع پیمانے پر مالی امداد، سیاسی اور اخلاقی سرپرستی حاصل کرنے پر ہرگز مجبور نہ کریں۔

۷۔ اس وقت صوفیہ نوربخشیہ گروہ اپنی سادگی کی بناء پر اور صوفیہ نوربخشیہ امامیہ گروہ اپنی چالاکی اور چرب زبانی کے ذریعے مسلک نوربخشیہ کو بے پناہ نقصان پہنچا رہا ہے اس کو سمجھنے کی فوری ضرورت ہے۔

آج ہم نے ان باتوں کو سمجھ لیا تو اسی دن نہ صرف اختلافات کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ خود دنیا میں دیگر مسلمان بھائیوں کے مابین موجود اختلافات کے خاتمہ کا داعی بن جانے کے قابل بن جائیں گے۔

NIFE Manzoor and MehmoodAbad Unit

ماضی میں اختلافات

اختلافات کہاں نہیں ہوتے اختلافات ہی سے کائنات کا حسن ہے۔ شاید مشہور شاعر فطرت ذوق نے درست کہا ہے ؎

گلہائے رنگارنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق اس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

دن اور رات، روشنی اور تاریکی، کامیابی اور ناکامی، اونچائی اور نیچائی، ظاہر و باطن، نہاں و آشکار، پسند و ناپسند، پھول اور کانٹے، سمندر اور خشکی، سستی اور تیزی غرض کائنات میں تضادات ہی تضادات اور اختلافات ہی اختلافات ہیں۔ اسی سے تو یہ کائنات اور اس کا نظام چل رہا ہے۔ شاید یہ کہنا درست نہیں کہ ''مسلک نوربخشیہ میں کوئی اختلافات رہا ہے نہ اختلاف ہے'' لیکن جب ہم ماضی میں جھانکتے ہیں تو ہمیں یہ تاریخی حقائق نظر آتے ہیں کہ:

(۱) جب میر سید علی ہمدانیؒ کے مرید، شاگرد، اور خلیفہ خواجہ اسحاق ختلانی نے میر سید علی ہمدانیؒ کا خرقہ اپنے مرید میر سید محمد نوربخشؒ کو پہنایا اور اُلٹا اپنے مرید کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے اپنے مریدین کو بھی ان کی بیعت کا حکم دیا تو خواجہ صاحب ہی کے ایک دوسرے نامور مرید اور داماد میر سید عبداللہ مشہدی برزش آبادی نے ان کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے بیعت کرنے سے انکار کیا۔ اس طرح سلسلۂ ہمدانیہ کا

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

یہ دھڑا الگ ہوا جو تاریخ میں ذہبیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ آل تیموری استبداد نے خواجہ صاحب کے خلاف بیدریغ ریاستی طاقت استعمال کی جس کے نتیجے میں خواجہ اسحاق اور ان کے دو بیٹوں اور بھائی سمیت ۸۰ صوفی نہ صرف تیموری استبداد کا نشانہ بن گئے بلکہ میر سید محمد نور بخشؒ بھی ۸۲۶ھ سے ۸۵۰ھ تک ۲۴ سالوں کے لئے مکمل یا جزوی پابند زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے۔ ۱ؑ

(۲) تحفۃ الاحباب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ میر شمس الدین عراقی کی وفات کے بعد میر دانیال شہید اور عراقی کے نامور مریدوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے تھے جس کی وجہ سے کشمیر کے نوربخشیوں میں سخت بے چینی پیدا ہوئی چنانچہ مرشد زمانہ شیخ دانیال شہید نے خود پہل کرتے ہوئے اختلافات کو مٹا دیا۔ ۲ؑ

(۳) ۱۱۱۱ھ میں میر مختار اخیار نے اپنی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد خانقاہ نوربخشیہ زڈی بل سری نگر کو وقف کیا اور مستقل طور پر کشمیر سے بلتستان منتقل ہوا۔ میر مختار اور میر یحیٰ دونوں جڑوان بھائی تھے دونوں شگر میں رہنے لگے۔ راجہ شگر کو ان کی مقبولیت سے اپنا اقتدار خطرے میں محسوس ہوا چنانچہ ان میں پھوٹ ڈالا۔ جس کے نتیجے میں میر مختار کو سازش محسوس ہو کر شگر سے کریس فرار ہونا پڑا، ان کے بیٹوں میر محمد باقر، میر عبداللہ اور میر محمد نورانی شہید کئے گئے۔ ۳ؑ

(۴) قیام پاکستان کے دوران خپلو کے حکمران راجہ ناصر علی خان نے خپلو بالا کے نوربخشیوں میں پھوٹ ڈالا چنانچہ سید مختار حسین خانقاہ کے اندر اور مولوی ابراہیم تھوکھور

۱۔ روضات الجنان جلد دوم ص ۲۵۰۔ ۲۔ (دیکھیے تحفۃ الاحباب ص ۴۷۰ تا ۴۷۴۔

۳۔ تفصیل کے لئے دیکھیے میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ۔

NYP Manzoor and Mehmood Ahad Unit

خانقاہ کی چھت پر جمعہ پڑھاتے رہے۔ جس نے نوربخشیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا بعد میں نوربخشی لیڈروں کو ہوش آیا اور ۱۵ اشاخ زولے کر راجہ چپلو کو راضی کیا۔ تب صلح صفائی کے ذریعے ایک جمعہ ہونا شروع ہوا۔ ۱

اوپر ہم نے چند واقعات کا تذکرہ کیا ہے اور ان اختلافات کی وجہ سے پہنچنے والے نقصانات کی بھی نشاندہی کی ہے۔

مجھے صاف یاد ہے کہ جب ہم بچے تھے اس وقت نوربخشیوں میں چند مسائل پر خوب لے دے ہوتی رہتی تھی۔ نوربخشیہ مخالف عناصر ان پر نمک مرچ لگا کر خوب تشہیر کرتے اور سادہ لوح اور ضعیف الاعتقاد نوربخشیوں کو مسلک سے بدظن کرتے اور پھر اپنے ساتھ ملایا کرتے تھے۔ اس وقت پیروں کے دھونے یا مسح کرنے اور تراویح باجماعت پڑھنے کو باقاعدہ ایشو بنا دیا تھا۔ ان دونوں مسائل میں سے بھی پیروں کے حکم کو اس قدر اچھالا گیا تھا کہ یار لوگوں نے محض اسی کو حق و باطل اور نوربخشیہ کا معیار تک بنا ڈالا تھا۔ اس سلسلے میں تین گروپ بن گئے تھے۔ جو

(۱) ماسحین پیروں پر صرف مسح کے قائل لوگ۔

(۲) غاسلین پیروں کے صرف دھونے کے قائل لوگ۔

(۳) جامعین پیروں کے دھونے اور مسح کرنے دونوں کے قائل لوگ۔

کہلاتے تھے۔ اب یہ مسائل زیر بحث نہیں ہیں۔

دوسرا مسئلہ رمضان شریف میں پڑھی جانے والی نفلی نماز تراویح تھا اس نفلی نماز کو اچھال اچھال کر معیار حق و باطل بنا دیا تھا بچے بچے کی زبان پر یہ مسئلہ چڑھا دیا

۱ روایت ابو علی حسن اوسکپہ برق چھن ژھر مرحوم

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

گیا تھا۔ حالانکہ حقیقت میں تراویح ایک مشہور نفلی نماز ہے جو رمضان المبارک میں ہی پڑھی جاتی ہے اس نماز سے متعلق کم از کم تین طریقے اب بھی نوربخشیوں میں رائج ہے جن کی تفصیل یہ ہے کہ:

۱۔ نوربخشیوں کی غالب اکثریت تراویح باجماعت کی عبارت سے نیت کرتی ہے۔

۲۔ ایک چھوٹی اقلیت نیت میں تراویح تو پڑھتی ہے لیکن باجماعت نہیں پڑھتی۔

۳۔ اس سے بھی ایک چھوٹی اقلیت نافل رمضان کی نیت باندھتی ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ۲۰ رکعتوں پر مشتمل یہ بھاری نفلی نماز سارے نوربخشی بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں۔

یہ مسئلہ ماضی قریب میں سید علی کریسی نے پیدا کیا تھا۔ اب اس مسئلے پر کوئی بحث یا گفتگو نہیں ہوتی تاہم تینوں صورتوں پر خاموشی کے ساتھ اب بھی عمل ہو رہا ہے۔

ماضی میں ان تینوں طریقوں کے حامیوں نے اپنے موقف کی تصویب اور دوسروں کے طریقوں کی تکذیب کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا یہاں تک کہ سید قاسم شاہ کھرکوی جو تراویح باجماعت کا زبردست حامی تھا، کو اپنے موقف کی تائید کے لئے حدیث گھڑنا پڑی تھی جو ان کی کتابوں نوربخشیہ، تحفہ قاسمی، مصابیح الاسلام اور بعد میں مولوی حمزہ علی کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ پوری وضعی حدیث یوں ہے:

من صلی صلوۃ التراویح با لجماعۃ فقد مات فی الدنیا شھیدا و من ترک الصلوۃ التراویح بالجماعۃ حرم لہ الجنۃ و دخل لہ النار وجعل مقامہ فی الدنیا یعنی جس نے تراویح باجماعت پڑھی دنیا میں وہ شہید مرے گا اور جس نے جماعت کے ساتھ نہ پڑھی اس پر جنت حرام فرمائے گا اسے جہنم میں ڈالے گا اور اس کا

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

مقام دنیا میں...... کرے گا۔ [1]

حالانکہ حدیث صریح جھوٹ وافتراء ہے یہ حدیث حدیث کی کسی کتاب میں موجود نہیں اور نہ ہی سید صاحب سے پہلے لکھی گئی کسی کتاب میں موجود ہے نہ ہی کسی نفل کے نہ پڑھنے پر کوئی عذاب ہے۔

اسی طرح کئی اور بھی مسائل تھے جو نوربخشیوں میں نزاع کا باعث بنائے گئے تھے۔ پوری قوم کے غیر اہم سمجھنے کی وجہ سے یہ مسائل خود بخود ختم ہو چکے ہیں۔ ماضی قریب میں چند اختلافی مسائل یہ تھے۔

۱۔ میت کو غسل دیتے وقت کتنے پانی دے؟ ۹ یا ۲۷؟
۲۔ میت کو کتنے کفن پہنائے جائیں؟ ۳ یا ۴؟ ۵؟ ۶؟
۳۔ فقہ احوط کے باب الطہارت مسح الرجلین کے بعد واوَ ہے یا او؟
۴۔ رشاش استنجا پر پیروں کا دھونا فرض ہے یا مسح کرنا؟
۵۔ عول جائز ہے یا نہیں؟
۶۔ رویت ہلال کمیٹی کے اعلان پر عمل ہوسکتا ہے یا نہیں؟
۷۔ رمضان شریف میں ۲۰ رکعت نفل تراویح کے نام سے پڑھے یا نافل رمضان کے نام سے؟

ان کا سوالات کا ذکر اور تفصیلی جواب مولانا حمزہ علی کی نور المؤمنین میں موجود ہیں انڈیا کے نوربخشیوں نے اس کتاب کو دوبارہ شائع کیا ہے یہاں دوبارہ چھاپنے کی ضرورت ہے۔

[1] کتاب نوربخشیہ ص ۵۲۔

زمانہ حال کے اختلافات میں سے ایک مثال

مسلک نوربخشیہ کا ایک اور طرۂ امتیاز ہے کہ وہ فرض نمازوں کے فوراً بعد استغفار، تسبیحات، تہلیلات، ادعیاً، اوراد اور اللہ تعالیٰ کے حمد و ثناء پر مشتمل تعقیبات پڑھتے ہیں کیونکہ حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ حضور کب دعا سنی جاتی (قبول ہوتی) ہے؟ فرمایا جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی گئی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔[1]

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

ان دعاؤں، تسبیحات اور حمد و ثناء کے الفاظ میں کوئی اختلاف نہیں البتہ اس میں اختلاف پیدا ہوگیا ہے کہ فرض باجماعت نمازوں کے فوراً بعد کیا پڑھے؟ نوربخشیوں کی غالب اکثریت استغفر اللہ العظیم پڑھنا درست سمجھتی ہے اور وہ نماز کے بعد استغفر اللہ ۳ بار پڑھ کر باقی تعقیبات مکمل کرتی ہے جبکہ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ کلمۂ طیبہ پڑھنا صحیح ہے چنانچہ وہ پہلے کلمۂ طیبہ پڑھتے ہیں پھر استغفر اللہ العظیم سے آخر تک۔

نوربخشی بزرگوں کی کتابوں میں پہلا طریقہ لکھا ہوا ہے اور ماضی قریب تک

۱۔ سنن ترمذی، اوراد یہ امیریہ ص ۳۸۔

نوربخشیوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ دوسرا طریقہ ساٹھ ستر سال قبل شروع ہوا ہے اگر چہ یہ مسئلہ ماضی قریب کا ہے لیکن یہ زمانہ حال میں ایک اہم ایشو بن گیا ہے۔ نوربخشی کتابوں میں استغفراللہ العظیم پڑھنے کا باقاعدہ حکم موجود ہے لیکن کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم موجود نہیں تھا تاہم ۱۹۹۲ء میں جب سید خورشید عالم صاحب پھڑاوانے دعوات صوفیہ کا اردو ترجمہ شائع کیا تو اس کے حاشیے پر ۱ اس کے پڑھنے کا حکم درج کیا جب اس کا دوسرا ایڈیشن بہت سارے اضافوں کے ساتھ ۴ سال بعد ۱۹۹۶ء میں شائع کیا تو اس مسئلے کو حاشیہ سے نکال کر متن کا حصہ بنا دیا گیا۔ ۲ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۹۲ء سے پہلے یہ مسئلہ نوربخشی کتابوں میں قطعاً مندرج نہیں تھا البتہ کچھ علاقوں میں فرض نمازوں بالخصوص نماز صبح کے فوراً بعد کلمہ طیبہ پڑھنے کا رواج موجود تھا۔

۲۰۰۴/۲۰۰۵ میں اسی مسئلے کے بہانے علی پور فراش (اسلام آباد) میں الگ مسجد اور الگ نماز وجود میں آچکا ہے جبکہ ہمارے علم کے مطابق خپلو خاص میں اسی مسئلہ پر دو جگہ جھگڑے بھی ہو چکے ہیں اور ایک چھوٹی سی اقلیت محض کلمہ طیبہ نہ پڑھنے پر جو زیادہ سے زیادہ ایک مستحب عمل ہے، جماعت جیسے فرض کے ترک کرنے کی مرتکب ہو رہی ہے۔

بات اتنی ہے کہ واجب نمازوں کے بعد تعقیبات کا پڑھنا مسلک نوربخشیہ میں مستحب ہے کوئی فرض یا واجب نہیں اس لحاظ سے:

ا۔ ان یعنی استغفراللہ اور کلمۂ طیبہ دونوں کا پڑھنا درست ہے۔ تاہم اول الذکر کا پڑھنا سنت رسول بھی ہے اور سنت مشائخ سلسلۂ نوربخشیہ بھی جبکہ ثانی الذکر

ا۔ دیکھئے دعوات صوفیہ ص ۲۸۔ ۲۔ ایضاً ص ۹۷۔

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

الذکر میر محمد شاہ مخدوم الفقراء متوفی ۱۹۴۹ء سے پہلے ثابت نہیں۔

۲۔ ان دونوں کے علاوہ کوئی اور دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

۳۔ اگر کچھ بھی نہ پڑھے تب بھی صحت نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

یہاں بھی لطف کی بات یہ ہے کہ دونوں گروہ استغفار اور کلمہ طیبہ کے قائل ہیں۔ دونوں انہیں پڑھتے بھی ہیں اور مانتے بھی۔ فرق صرف وقت میں ہے۔

یہاں ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ انفرادی طور پر نماز پڑھنے والوں میں سے شاید ایک فیصد نمازی تعقیبات پڑھتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کوئی نہیں پڑھتے جبکہ جماعت پڑھنے والوں میں سے تقریباً ۱۰ فیصد تعقیبات پڑھتے ہیں باقی ۹۰ فیصد سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر چلے جاتے ہیں پھر جھگڑا کس بات کا؟ یہی نا کہ اس غیر ضروری اور غیر اہم مسئلے کو اہمیت دینے اور اس اصرار کرنے سے مسئلہ تو جہاں تھا وہیں رہا البتہ جسد ملت کو انتشار اور افتراق سے نا قابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے اسی بہانے کچھ شر پسندوں کو شر انگیزی کا موقع ملتا ہے اور ذاتی، گروہی اور نسلی مفادات کو کیش کرنے کی کوشش میں قوم کو مزید انتشار و افتراق اور باہمی رنجش و عداوت سے دوچار کرنے کا موقع ملتا ہے۔

اسی طرح کچھ اور مسائل ہیں جن کی نوعیت مذکورہ بالا مسئلہ جیسا غیر اہم اور سطحی ہے جنہیں ان کے حامیوں اور مخالفوں نے محض شدت پسندی کی بناء پر اہم ایشو بنا دیا ہے اور اپنے موقف کی تصدیق اور فریق ثانی کی تکذیب میں غیر ضروری موشگافیوں نے باہمی کشیدگی اور نزاع کی صورت پیدا کی ہے۔

زمانہ حال میں جاری چند اختلافی مسائل

اوپر ہم نے ماضی میں موجود بعض اختلافی مسائل دیے ہیں ان میں سے بعض حل ہو چکے ہیں مثلاً رویت ہلال کا مسئلہ، فقہ احوط کے باب الطہارت میں واو یا او کا مسئلہ، میت کے کفن کا مسئلہ۔ بعض حل طلب ہیں مثلاً تراویح یا نافل رمضان کا مسئلہ، اورعول کا مسئلہ لیکن ان کے بارے میں کوئی اختلافی بات سنائی نہیں دیتی۔ اب نیا دور اور نیا زمانہ ہے نئے تقاضے ہیں اور نئی سازشیں۔ اس لئے نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ پہلے یہ اختلافی مسائل تھے مگر اب یہ ذاتی، گروہی، علاقائی اور نسلی انا کا مسئلہ پہلے ہیں اختلافی مسئلہ بعد میں۔ وہ مسائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ سید محمد نورانی کیریلس کی پیریت وفقیر محمد ابراہیم کھانسر کی فقیریت۔

۲۔ نماز جماعت کے فوراً بعد کیا پڑھنی چاہیے؟

۳۔ چند سادات اور اخوند حضرات کی پیش امامی۔

۴۔ چند مساجد کے محراب ومنبر اور چند مدارس پر قبضہ۔

۵۔ دونوں گروپ کے چند مرحوم وموجود علماً وزعمائے نوربخشیہ کی تکریم وتوہین۔

۶۔ اعتکاف نشینی۔

۷۔ مذہب کا نام۔

NYF Manzoor and Mahmood Abad Unit

۸۔ شیخ سکندر اور اس کے نظریات۔

ہم نے اوپر ماضی اور حال کے چند اختلافی نکات کا تذکرہ کیا ہے جس طرح ماضی کے اختلافات محض انہیں غیر اہم قرار دے کر نظر انداز کرنے، ان پر شدت پسندی کی بجائے اعتدال پسندی اختیار کرنے اور فریق مخالف کی جاوبے جا تعاقب سے گریز کرنے کی وجہ سے خود بخود معدوم ہو گئے تھے۔ موجودہ اختلافی نکات بھی قطعی غیر اہم ہیں۔ ان مسائل سے متعلق قرآن و حدیث میں کوئی تاکید نہیں۔ اسی طرح آئمۂ اطہار اور مرشدین مسلک نوربخشیہ کے ارشادات اور کتب و رسائل میں ان کی کوئی تاکید نہیں اس لئے یہ فرض ہیں نہ واجب اور یہ مدار ایمان ہیں نہ ہی معیار اسلام۔

یہ ایسے مسائل ہیں جنہیں محض چند انتہا پسند دین میں غلو کا مرتکب ہوتے ہوئے انہیں خوب نمک مرچ لگا کر بیان کرتے ہیں حقیقت میں ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہاں ہمیں حضرت میر سید محمد نوربخشؒ کا یہ فتویٰ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ آپ اپنی شہرۂ آفاق کتاب الفقہ الاحوط میں فرماتے ہیں۔

ان لا تجترى فيما لا يجتمع عليه الامة الاسلامية وفيما لا يعرف حقيقته باليقين کسی ایسے مسئلے میں رائے زنی کی جسارت نہ کرے جس پر امت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو نہ اس مسئلے پر لب کشائی کی جسارت کرے جسے وہ کماحقہٗ نہ جانتا ہو۔[۱]

۱۔ الفقہ الاحوط ص ۲۰۹۔۲۱۱۔

باب الصلوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ:

والذی امن باللہ و ملئکته و کتبه و رسله والیوم الاخر و قال اشهد ان لا اله الا الله و اشهدان محمد رسول الله و اقام الصلوة واتی الزکوة ان کان ذا مال وصام شهر رمضان و حج البیت ان کان مستطیعا فلا یجوز لمسلم ان یکفره بسبب شیء یعتقده ولا یعلم حقیقة الامر ویزعم ان من لا یعتقده فهو کافر هذه عقیدة الجهال	جو شخص اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور اقرار کرتا ہو کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کا رسول ہے نماز قائم کرے، اگر مالدار ہو تو زکوۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور بشرط استطاعت حج کرے تو کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس شخص کو کسی ایسی چیز کی بناء پر کفر سے منسوب کرے جس کا وہ عقیدہ رکھتا ہو اور معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اور وہ یہ گمان کرے کہ جو شخص اس کا عقیدہ نہ رکھے وہ کافر ہے یہ جہالت کے شکار کا عقیدہ ہے [1]

یہاں میر سید محمد نور بخشؒ جس باب میں امت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو اس کے بارے میں لب کشائی کی جرأت نہ کرنے کا فیصلہ دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا باتوں سے متعلق امت اسلامیہ کی بات کو چند منٹ کے لئے رہنے دیجیے یہاں ان کے بارے میں ہمارے نوربخشیوں میں اتفاق رائے کا فقدان ہے ایسے مسائل پر ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنا بدترین جہالت ہے۔ اس لئے ہمارے

1۔ الفقہ الاحوط باب الصلوٰۃ ص ۱۱۸۔

خیال میں ان کا حل یہ ہے کہ:

☆ کیونکہ یہ غیر اہم ایشو ہیں انہیں غیر اہم رہنے دیا جائے اور نظر انداز کر دیے جائیں۔

☆ ان میں شدت پسندی اور غلو کرنا جائز نہیں لہذا ان سے متعلق راہ اعتدال یا متوازن رائے اختیار کی جائے۔

☆ اپنے پسند کے مطابق عمل کیا جائے لیکن اپنے عمل کو تعلیمات نوربخشیہ کے مطابق اور فریق مخالف کے عمل کو تعلیمات نوربخشیہ کے منافی سمجھنے پر اصرار سے گریز کیا جائے۔

☆ ان معاملات کے بارے میں عدل وانصاف سے کام لیا جائے جانبداری، غیر ضروری سرپرستی اور غیر معمولی بیزاری سے گریز کیا جائے۔

ہمارے خیال میں اگر آپ نے ایسا کر لیا تو یقین کریں کہ یہ مسائل خود بخود اپنی موت آپ مر جائیں گے اور پیروکارانِ مسلک نوربخشیہ کو امن، سکون اور طمانیت سے کام کرنے اور آگے بڑھنے کا موقع مل جائے گا۔

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

اتحادنوربخشیہ کے لئے ماضی میں کوششیں

حال کی طرح ماضی میں بھی ہمارے چھوٹے بڑے اختلافات تھے جو کبھی معدوم ہوتے اور کبھی اُبھر آتے تھے ان اختلافات کی وجہ سے تھوڑی بہت بے چینی پھیل جاتی تھی۔ چنانچہ مختلف اوقات میں اہل حل وعقد ملی اتحاد کے لئے کوششیں کرتے رہے اور ان کوششوں کے نتیجے میں زبانی عہد وپیمان کے علاوہ دستاویزی معاہدے بھی طے ہوئے۔ ان میں سے کچھ پر مکمل عمل درآمد ہوا کسی پر کچھ عرصہ عمل پھر فریقین میں سے کسی ایک نے یک طرفہ طور پر اسے طاق نسیان کی زینت بنادیا۔ کسی پر جزوی عمل ہوا کسی پر کوئی کاروائی ہوئی ہی نہیں۔ ذیل میں ان کی تفصیل دی جاتی ہے۔

1۔ ۱۹۸۱ء سے قبل چپلو، تھگس، غورسے وغیرہ جلسۂ عام کے موقعوں پر زبانی اور تحریری طور پر اختلافات کم کرنے کے لئے کئی اقدامات ہوئے جن کے نتیجے میں نوربخشیہ بک کمیٹی اور محکمہ شرعیہ صوفیہ نوربخشیہ قائم ہوئے۔ اول الذکر کمیٹی کی کوئی قابل قدر کارکردگی نہیں مگر ثانی الذکر ادارے نے عظیم الشان کام کیا اور نوربخشیوں کو کم از دو دہائی کورٹ کچہری کے چکروں سے مکمل نجات دی اور تقریباً ساڑھے سات سو مقدمات کا شرعی فیصلہ صادر کیا اس طرح اس ادارے نے نوربخشیوں کو زبردست فائدے دیئے۔ افسوس علماء میں سے مولانا محمد علی ذوغنی، سید علیشاہ پھڑاوا اور سید عون

علی شاہ چہلو کی رحلت اور علامہ محمد بشیر کی اسلام آباد منتقلی، مدبرین مسلک نوربخشیہ میں سے بدیع الزمان و ماسٹر حسن کی رحلت اور باقیوں کی بے حسی اور غیروں کی سازشوں کی وجہ سے یہ محکمہ کالعدم ہو کر رہ گیا ہے۔ آج اس ادارے کو ایک بار پھر منظم کرنے کی شدید ضرورت ہے۔

۲۔ ۱۹۷۱ء ہی میں علامہ محمد بشیر صاحب نے فقہ احوط کا ترجمہ مکمل کیا اور اس پر نظر ثانی کے لئے علمائے نوربخشیہ کی خدمت میں پیش کیا علمائے نوربخشیہ میں سے سید محمد مختار تھلوی صاحب نے علامہ صاحب کے ترجمے میں 11 باتیں شامل کرنے کی تجویز دی جن میں سے ۳ حاشیہ میں درج کرنا تھا اور باقی فقہ احوط کے متن میں تبدیلی کرنی تھی جو بعد میں ۱۱ نکات مشہور ہوا۔ سید محمد مختار کی اس تجویز کو بعض نے مسترد کیا جبکہ بعض نے اصرار کیا۔ تاہم تحریری معاہدے پر کسی نے دستخط ثبت نہیں کیا۔ چند لوگوں کا یہ اصرار نہایت خطرناک معاملہ تھا مگر قدرت نے اس خطرناک اقدام سے مسلک نوربخشیہ کو بچانے کا خود انتظام کر لیا۔ وہ یوں کہ فقہ احوط کی جس کاپی میں یہ تحریف درج تھی اسے علمائے کرام نے سید مختار حسین صاحب براہ والے مقیم راولپنڈی کو بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک بھیج دیا تا کہ وہ اس پر نظر ثانی کرے اور چھاپنے کے لئے علامہ محمد بشیر صاحب کے حوالے کرے۔ سید صاحب نے اسے تاخیری حربوں کے ذریعے دبا دیا اور علامہ صاحب اس کو حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ چنانچہ سید صاحب سے مایوس ہو کر انہیں دوبارہ ترجمہ کرنا پڑا۔ چنانچہ یہ 11 نکات فقہ احوط میں شامل نہیں ہو سکے۔

۳۔ ۱۹۷۵ء کے دوران ہر سال چہلو چھچن میں ۱۴ ربیع الاول کو، خانقاہ نوربخشیہ

خپلو بالا میں ۱۵ شعبان کو اور ہر سال ایک دن تھگس اور اگلے دن غورسے میں عظیم الشان جلسۂ عام ہوا کرتے تھے جبکہ ایک جلسہ مذکورہ بالا مقامات کے سوا کسی اور جگہ مثلاً کھرکو، بلغار، مچلو، کورو، کیریس، کھرفق وغیرہ میں سے کسی ایک جگہ اور شگر میں ایک جگہ ہوا کرتا تھا جن میں تمام سرکردہ علما و زعما لازماً شریک ہوتے تھے ۔

ایک دفعہ ہم تھگس جلسہ ختم ہونے کے بعد غورسے چلے جہاں اگلے دن جلسۂ عام ہونا تھا ان دنوں سڑکیں نہیں بنی تھیں اس لئے ہم پیدل آتے جاتے تھے غورسے میں سہہ پہر کی چائے پیتے ہوئے مرحوم سید العلماء علامہ سید علی شاہ صاحب گویا ہوئے کہ ہم میں کچھ اختلافی مسائل ہیں یا تم علمائے کرام مجھے سمجھائیں یا میں تم لوگوں کو سمجھاؤں گا اس مقصد کے لئے علمائے کرام ایک نشست کا بندوبست کریں تمام اخراجات میں برداشت کروں گا۔ بو اعلی شاہ کی زبانی یہ سن کر مرحوم مفتی محمد عبداللہ بول اٹھے کہ کچھ اختلافات واجبات میں ہیں، کچھ اختلافات فرائض میں ۔ کچھ سنت نبوی میں ہیں اور کچھ مستحبات میں ۔ پہلے ان کا تعین ہونا چاہیے ۔ مفتی صاحب کی اس تجویز کو حاضرین نے بہت سراہا۔

یہ دیکھ کر محترم ماسٹر ابراہیم، ماموں وخسر پروفیسر ذاکر حسین ذاکر، والد گرامی معظم ایڈوکیٹ جو جلسہ کے منتظم بھی تھے، نے اعلان کیا کہ ہم کل جلسہ نہیں کریں گے آپ علمائے کرام ان اختلافات کو طے کریں ۔ رات کو ہم ان مسائل کی لسٹ تیار کرنے بیٹھے لیکن کوئی اختلاف فرائض، واجبات یا سنت نبوی میں سے نہیں ملا۔ چنانچہ اگلے دن جلسہ کیا اور جلسے کے بعد ہم اپنے اپنے گھروں کو آ گئے ۔

۴۔ ۱۹۷۳ء میں پہلی بار فقہ احوط متن بمعہ اردو ترجمہ شائع ہوا بعض لوگوں کو اس

اشاعت پر اختلافات ہوا چنانچہ دوسرے ایڈیشن کی تیاری اور ان اختلافات کرنے والوں کی تسلی کے لئے ایک معاہدہ ۱۹۸۱ء کو ہوا جس کے تحت مفتی عبداللہ صاحب کو کتابت سے اشاعت تک اسلام آباد رہ کر نگرانی کرنے کی ذمہ داری سونپی۔ معاہدے پر ۱۲ آدمیوں کے دستخط ہیں اس پر عمل ہو کر فقہ احوط کا خوبصورت نیا ایڈیشن منظر عام پر آیا یہی ایڈیشن اب تک ۹ بار شائع ہو چکا ہے۔

۵۔ ۱۹۸۲ء میں اختلافات ختم کرنے کی ایک اور کوشش آل نوربخشیہ سطح پر کریس میں ہوئی۔ اس عظیم الشان اجتماع میں تحریری بحث کا فیصلہ ہوا تھا تاہم اختلافات ختم کرنے کے لئے تحریری بحث یا مذاکرات بوجوہ نہیں ہوئے تاہم غیر نوربخشیوں سے مالی منفعت نہ لینے، مسلک ''صوفیہ نوربخشیہ'' سے وابستہ رہنے، دعوات صوفیہ، فقہ احوط اور کتاب الاعتقادیہ پر عمل پیرا رہنے کا حلف لیا گیا اور باقاعدہ تحریری معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدے پر وفات سید عون علی شاہ ۱۹۹۱ء تک مکمل عمل ہوتا رہا۔ شاہ صاحب کی وفات کے بعد مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے ساتھ ایک اور لفظ پیوند لگانے اور اس کے عوض مالی منفعت لینے کی کوشش نے پوری ملت کو پریشانیوں سے دوچار کر دیا جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

۶۔ رویت ہلال کے بارے میں علمائے نوربخشیہ میں سخت اختلافات رہا اور ذرائع ابلاغ پر عمل کرنے سے متعلق علمائے نوربخشیہ دو گروپ میں بٹ گیا جس سے سخت بے چینی پھیل گئی۔ ۱۹۸۵ء میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن (NYF) نے علمائے نوربخشیہ کو پیر سید عون علی الموسوی کے دولت کدے پر جمع کر کے باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے ہمیشہ کے لئے اس مسئلے کو حل کرا دیا۔ تب سے اب تک اس پر مکمل طور پر عمل

ہو رہا ہے۔

۷۔ ۱۹۹۱ء میں سید عون علی الموسوی کی وفات کے بعد پروفیسر منظوم علی نے شمالی علاقہ جات کا نقشہ شائع کیا جس میں شیعوں کے لئے امامیہ عشریہ (شیعہ) اور نوربخشیوں کے لئے امامیہ اثناعشریہ (نوربخشی) لکھا محکمہ تعلیم نے اس نقشے کو زبردستی سکولوں میں رائج کیا اس پر نوربخشیوں نے سخت احتجاج کیا۔ شروع میں تمام نوربخشی یک زبان تھے مگر کچھ عرصہ بعد کچھ نوربخشی پروفیسر کے ہمنوا بن گئے اس طرح نوربخشیوں میں مسلک کے نام پر پھڈا شروع ہوا NYF کے زعماء نے ۱۹۸۵ء میں رویت ہلال کے مسئلے کو بڑی خوش اسلوبی سے طے کرایا تھا چنانچہ اس کامیابی کو پیش نظر رکھ کر ۱۹۹۳ء میں پچھن میں علمائے نوربخشیہ کو جمع کر کے نام طے کرنے کی ذمہ داری سونپی مگر افسوس یہ کہ نامزد نمائندہ علماء غیر متعلقہ باتوں میں الجھ گئے۔ اس لئے مسئلہ تو حل نہ ہوسکا البتہ نام کے پیچھے نہ پڑنے، کتب اسلاف پر عمل کرنے پر اتفاق ہوا مگر بوجوہ اس پر زیادہ عرصہ عمل نہیں ہوسکا۔

۸۔ ۱۹۹۳ء میں پچھن کے مقام پر ہونے والی مفاہمت پر عمل نہ ہونے سے نوربخشیوں میں شدید اختلافات پیدا ہوئے بالخصوص مسلک کے نام میں اختلافات نے شدت اختیار کی اور نوبت، پمفلٹ بازی اور کتب نویسی تک جا پہنچی۔ انجمن صوفیہ نوربخشیہ سکردو کی درخواست پر معززین بلغار نے اس شدت کا احساس کرتے ہوئے ۱۹۹۹ء میں تمام علماء کو بلغار میں دعوت دے کر اختلافات ختم کرنے پر زور دیا۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے مذہب کے نام اور بعض مسائل کے بارے میں ایک مفاہمت پر دستخط ہوئے مگر بوجوہ اس پر بھی عمل نہیں ہوا۔

۹۔ ۱۹۹۹ء کے معاہدہ بلغار پرعمل درآمد نہ ہونے پر ۲۰۰۰ء میں خپلو چھی میں چند لوگوں کی ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں اختلافی مسائل طے کرنے کے لئے پچھن اور بلغار کی مفاہمتوں میں نامزد علماء میں سے کچھ کو یک طرفہ طور پر اس ذمہ داری سے فارغ کر دیا تھا اس طرح ان مفاہمتوں پر یک طرفہ خط تنسیخ کھینچ دی گئی۔

۱۰۔ ۲۰۰۰ء کے بعد وکلاء برداری کی جانب سے مفاہمت کے لئے اب تک ۷ بار کوششیں ہو چکی ہیں لیکن ابھی تک اتفاق و اتحاد کی فضا قائم نہیں ہوسکی اور اختلافات جسد ملی کو چاٹ رہی ہیں ساری کوششیں رائیگان جانے کی وجہ صرف یہ ہے کہ

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ها

اوپر ہم نے ماضی میں اتفاق واتحاد کے لئے ہونے والی کوششوں پر مختصراً روشنی ڈالی ہے ان کے علاوہ بھی کچھ اقدامات ہوئے ہونگے ان سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اختلاف وانتشار سے مسلک نوربخشیہ کے علماً اور زعماً کس قدر پریشان ہیں؟ اور اتفاق واتحاد کے لئے کتنا پر جوش ہیں؟ لیکن افسوس کہ یہ کوششیں زیادہ عرصہ تک بارآور نہ رہ سکیں یہاں میں نہیں بتاؤں گا کہ ان معاہدوں کو کس فریق اور گروپ نے توڑ ڈالا؟ اور یہ معاہدے اور اقدامات ناکام ہونے کا کون ذمہ دار ہے؟ میرے خیال میں ان کوششوں کی ناکامی میں دونوں گروہ اور ان کے افراد شریک ہیں۔ البتہ ایک گروہ کا کردار زیادہ اور دوسرے کا کم ضرور ہے نیز ملت کی باگ دوڑ جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ ان پر ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے اور یہ انتشار وافتراق ان کی نااہلی ونالائقی کا نتیجہ ہے۔

جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں اور سرکردگان وعلماء سے درخواست ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ قوم کو اس انتشار وافتراق اور اختلاف سے نکالنے کی کوشش کریں کیونکہ اختلاف کی یہ خاصیت ہے کہ اختلاف حقیقت میں فطری چیز ہے جب اختلاف ایک خاص عرصہ سے زیادہ جاری رہے تو شیطان لعین مختلف طریقوں سے اسے اختلاف سے نکال کر باہمی منافرت اور ذاتی عداوت تک پہنچا دیتا ہے۔ اس مرحلے پر پہنچ کر جتھے بندی شروع ہوتی ہے اور جتھ بندی کی صورت میں پارٹی بازی اور تفرقہ کی شکل اختیار کرلیتی ہے اور اب یہ اختلاف نہیں بلکہ ذاتی وگروہی انا کا مسئلہ بن جاتا ہے۔

فی الوقت ہمارے یہی معمولی اختلافات اختلافات کی حدود سے نکل کر باہمی منافرت اور عداوت کے مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں اب یہ حق وباطل کا معرکہ نہیں بلکہ گروہی انا کا مسئلہ بن کر رہ گیا ہے اور ہر فریق اپنے گروپ کے لوگوں کی ہر رطب ویابس کو درست قرار دیتے ہیں اور دوسرے کی درست رائے کو غلط سمجھتے ہیں یہ نہایت خطرناک رجحان اور شیطانی کھیل ہے اور ہمارے بہترین دماغوں کو الجھا کر قوم کو مفلوج کررہا ہے اس لئے اس سے قوم کو نکالنا سب کی ذمہ داری ہے اور اسی میں ہم سب کا بھلا ہے۔

اتفاق واتحاداور اختلاف کا فلسفہ

اتفاق واتحاد، یکجہتی و یگانگت باہم مترادف ہیں یہ کسی قوم کے درمیان موجود قومی رشتوں سے عبارت ہے جو اسے فکری، نظری، علمی اور عملی طور باہم پیوست و مربوط رکھتا ہے۔ یہی پیوستگی اور ربط وضبط اسے توانائی، قوت، وقار، ہیبت اور رعب و دبدبہ سے بہرہ ور اور سرشار رکھتے ہیں۔ جس قدر یہ رشتہ مضبوط و توانا ہو اسی قدر وہ قوم مضبوط و توانا، فعال اور پُر ہیبت و باوقار ہوتی ہے اور جب قوموں میں پیوستگی اور ربط و ضبط جس قدر کمزور ہو جائے تو وہ قوم اسی قدر کمزور، ناتوان، پژمردہ اور غیر متحرک ہو جاتی ہے۔ اسی لئے دشمن سب سے پہلے کسی بھی قوم میں پھوٹ ڈالنے اور اسے انتشار وافتراق سے دوچار کرنے کے لئے اقدام کرتا ہے اس مقصد کے لئے سازشوں، ریشہ دوانیوں اور من مانی کارروائیوں کے نت نئے حربے اختیار کر لیتے ہیں۔

کیونکہ اتفاق و یکجہتی بذات خود طاقت ہے اور کسی بھی قوم کی بقا واستحکام اور ترقی وعروج کا دارمدار طاقت پر ہوتا ہے۔ طاقت سے ہر کوئی مرعوب ہوتا ہے اس لئے متحد و متفق قوم کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ کوئی بھی قوم کسی ایسی قوم کا بیڑا آسانی سے غرق کر سکتی ہے جو انتشار وافتراق اور نااتفاقی و ناچاقی اور باہمی آویزش و بے اعتمادی کا شکار ہو۔

اختلاف ایک فطری چیز ہے انسان ہونے کے ناتے اختلاف کرنا انسان ہی کو زیب دیتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اختلاف آدمی کو حق تک پہنچا دیتا ہے اس لئے بعض اسے رحمت قرار دیتے ہیں اس سلسلے میں ایک حدیث کا سہارا لیتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اختلاف ابتداء میں واقعی اچھی چیز ہے رحمت نہیں تو زحمت بھی ہرگز نہیں لیکن جب اختلاف کے ساتھ ذاتی مفادات گڑھ مڑ ہو جائیں جب اختلافات انفرادی، گروہی، نسلی انا کا مسئلہ بن جائے اور اختلاف برائے تلاش حق کی بجائے اختلاف برائے اختلاف بن جائے تو یہ اختلاف لعنت بن کر رہ جاتا ہے۔ اگر ایسا اختلاف کسی قوم مذہب یا ملک میں پیدا ہو تو ایسی قوم، مذہب اور ملک کی تباہی و بربادی اور زوال و نکبت کو کوئی نہیں روک سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ استعماری قوتیں قوموں، ملکوں اور مذاہب میں پہلے اختلافات پیدا کرتی ہیں پھر مختلف طریقوں اور سازشوں کے ذریعے اتفاق و اتحاد کی فضا قائم ہونے نہیں دیتیں۔ اختلافات کی طوالت جلد ہی مفادات کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے ذاتی، گروہی انا کا مسئلہ بن کر قوم و ملک اور مذہب کو اندر سے کھوکھلا کر دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت ہمیں بار بار اتفاق و اتحاد کا درس دیتا ہے اور احادیث نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اتفاق و یکجہتی کی ترغیب دیتے ہیں اسی طرح اکابرامت اتفاق و اتحاد اور یکجہتی و یگانگت کا درس دیتے ہیں۔ انتشار اور اس کے نتائج سے متنبہ کرتے ہیں۔ آیئے ہم ان کا مرحلہ وار جائزہ لیتے ہیں۔

N.Y.F. Manzoor and Mehmood Abad Unit

اتفاق واتحاد قرآن کی نظر میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار اتفاق واتحاد سے رہنے اور انتشار و افتراق سے بچنے کی تلقین کی ہے قرآن کی متعدد آیات اس پر شاہد ہیں۔

۱۔ سورہ الحجرات میں مومنین کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (۱) بے شک مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۲۔ سورۃ آل عمران میں اتفاق قائم کرنے اور تفرقہ بازی سے بچنے کی ہدایت یوں ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (۲)	اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور جدا جدا مت ہو جائیں۔

۳۔ سورۂ مومنون میں امت مسلمہ کو ایک امت قرار دیتے ہوئے خوف خدا کی تلقین کی ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (۳)	یہ امت واحدہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس مجھ سے ڈرو۔

۴۔ سورہ شوریٰ میں دین اسلام پر قائم رہنے اور پارٹی بازی سے بچنے کا یوں حکم ہے۔

وَاَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ (۴) دین پر قائم رہو اور جدا جدا مت ہو جاؤ۔

<u>۵۔ تنازعہ کھڑی کرنے کی ممانعت اور اس کی سزا کو سورۂ انفال میں یوں بیان فرمایا ہے۔</u>

۱۔الحجرات ۱۰۔ ۲۔آل عمران ۱۰۳۔ ۳۔المومنون ۵۲۔ ۴۔الشوریٰ ۱۳۔

وَلَا تَنَا زَعُوْا فَتَفْشَلُوْ وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (۱)	تنازعہ نہ کرو ورنہ تمہارے قدم پھسل جائیں اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

ان تمام کے باوجود جو پارٹی بازی اور گروہ بندی کرے تو اس کی حیثیت کو:

۶۔ سورہ انعام میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ (۲)	جن لوگوں نے اپنے دین کو فرقوں میں بانٹ دیا وہ گروہ گروہ ہو کر رہ گئے ان سے تیرا کوئی تعلق نہیں۔

۷۔ یہی آیت ایک اور صورت میں یوں آتی ہے۔

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا (۳)	ان لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ گروہ گروہ ہو کر رہ گئے۔

مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ:

☆ مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں (لہذا بھائی بن کر رہیں)

☆ اللہ کی رسی (دین اسلام) کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھنا چاہیے۔

☆ دین پر پوری طرح کاربند رہنا چاہیے۔

☆ خدائے تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی عبادت کرتے رہنا چاہیے۔

☆ تنازعہ نہ کریں کیونکہ جھگڑا فساد سے قدم پھسل جائے گی اور ہوا اکھڑ جائے گی۔

☆ <u>اس کے باوجود جھگڑا فساد اور پارٹی بازی سے باز نہ آئیں تو یاد رکھیں کہ یہ</u>

NYF Manzoor and Mahmood Abad Unit

۱۔ انفال ۴۶۔ ۲۔ انعام ۱۵۹۔ ۳۔ الروم ۳۲۔

فرقوں میں بٹ جاؤ گے اور ان کی کوئی قدر و حیثیت باقی نہیں رہے گی۔

اس لئے ہماری گزارش ہے کہ:

☆ اپنی صفوں میں نظم وضبط اور اتحاد و یکجہتی قائم کریں۔

☆ تفرقہ اندازی اور پارٹی بازی سے گریز کیا جائے۔

☆ نزاع کی صورت میں جتنی جلدی ہو سکے صلح صفائی کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

☆ نسلی، علاقائی، گروہی اور انفرادی اختلافات اور جھگڑوں کو انہی سطحوں پر طے کیا جائے انہیں قومی وملی یا بین الاقوامی سطح پر اچھالنے سے گریز کیا جائے۔

حدیث کی رو سے اتفاق و یکجہتی

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ اَخُوا لْمُسْلِمِ	مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

اصول کافی جلد دوئم میں باب اخوۃ المومنین کے تحت امام جعفر صادق علیہ السلام سے 11 احادیث منقول ہیں جن میں:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ	مومنین آپ میں بھائی بھائی ہیں۔

کی عبارت آئی ہے جبکہ حدیث نمبر ۴ میں اس کے ساتھ یہ بھی مروی ہے کہ

اَلْمُؤْمِنُ اَخُوْالْمُؤْمِنِ كَالْجَسَدِ الْوَاحِدِ اِنِ اشْتَكىٰ شَيْئًا مِّنْهُ وُجِدَ اَلَمُ ذَالِكَ فِيْ سَائِرِ جَسَدِهٖ	مومن مومن کا بھائی ہے یہ ایک جسم کی مانند ہے۔ اگر کسی عضو کو تکلیف ہوئی تو اس سے تمام جسم کو تکلیف ہوگی۔

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔:

يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ	جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ اَخُوْالْمُسْلِمِ وَاِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ اِخْوَةٌ	مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور بیشک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:

اَلْمُوْمِنُ لِلْمُوْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا	مومن دیوار کے اینٹوں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے کو باہم پیوست رکھتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ اَخُوا لْمُسْلِمِ لَايَخُوْنُهُ وَلَا يُكْذِبُهُ وَ لَا يَخْذُلُهُ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَ دَمُهُ	مسلمان باہم بھائی ہے اس کے ساتھ بد دیانتی کی جائے نہ اس کی تکذیب نہ ہی اسے رسوا کیا جائے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت، مال اور خون حرام ہے

انہی سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآ لہ وسلم نے فرمایا:۔

كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ اَخُوا لْمُسْلِمِ	اللہ کے بندو! آپ میں بھائی بھائی بن جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآ لہ وسلم نے فرمایا:

كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا   اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

عملی طور پر بھی آپ مومنین کو باہم متفق و متحد رکھنے کی کوشش فرماتے تھے اور باہمی جھگڑے کی صورت میں صلح صفائی کے ذریعے تنازعات طے کرتے تھے۔

مولانا شبلی نعمانی اپنی شہرۂ آفاق کتاب سیرت النبی میں لکھتے ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآ لہ وسلم اصلاح کو تمام مذہبی فرائض پر مقدم رکھتے تھے ایک بار اہل قبا کے درمیان نزاع پیدا ہوا اور نوبت باہم سنگ باری

تک پہنچی جب حضور کو اس کی خبر ہوئی تو صحابہ کرام کو ساتھ لے کر ان کے درمیان مصالحت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کے درمیان صلح کرا دیا۔

ایک دفعہ ایک صحابی ابو حدرد اور کعب بن مالک کے درمیان قرض کی ادائیگی پر جھگڑا ہوا اور نوبت شور وغل تک جا پہنچی آپ نے ان دونوں میں صلح کرا دیا۔

اختلافات نظریاتی ہوتے ہیں جو قوموں کے اندر جذبۂ عمل اور تحریک پیدا کرتے ہیں جبکہ مخالفت قوموں کے اندر نفرت اور عداوتیں پیدا کرتی ہیں۔

اوپر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات میں سے چند نقل کئے ہیں جن میں مسلمانوں کو بھائی بھائی بن کر اتفاق و اتحاد سے رہنے کی تلقین فرمائی ہے اور ایک مسلمان کے لئے دوسرے سلمان کی حیثیت کا تعین فرمایا ہے اور جھگڑے نمٹانے کے لئے اقدامات یہ ہیں۔اور نیچے اس سلسلے میں آپ کے چند عملی اقدامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ لہذا احادیث نبوی اور عمل مصطفوی کی روشنی میں عرض یہ ہے کہ:

- ☆ تمام مومنین کو اپنا بھائی سمجھا جائے اور جھگڑا اسے ترک کیا جائے۔
- ☆ برادرانہ جذبات کو فروغ دیا جائے بھائیوں کے درمیان منافرت، رنجش اور جھگڑے سے احتراز کیا جائے۔
- ☆ جہاں کہیں کوئی تنازعہ جھگڑا ہو جائے تو فوراً اسے ختم کرنے کی سبیل نکالی جائے۔

NYF Manzoor and Mehmood Azad Unit

تعلیمات ائمہ میں اتفاق و یکجہتی

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں

جھگڑے کا نقصان

جھگڑے سے بچو اس لئے کہ یہ دلوں کو فاسد کر دیتا ہے اور نفاق کو پیدا کرتا ہے۔ کسی سے مجادلہ نہ کرو اگر چہ تم حق پر ہی کیوں نہ ہو۔ پیغمبرؐ سے بھی اس بارے میں حدیث منقول ہے۔[1]

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

مومن بھائیوں سے محبت

اپنے مومن بھائیوں سے محبت کرنا دین سے محبت کرنے کے مترادف ہے۔[2]

مومن کی عظمت

مومن کی حرمت کعبہ کی حرمت سے زیادہ ہے۔[3]

مومن کے لئے وبال عمل

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَخْذُلُ اَخَاهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نُصْرَتِهٖ اِلَّا خَزَلَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَ [illegible] ۔کوئی مومن جو اپنے مومن بھائی کو رسوا کرتا ہے حالانکہ وہ اس کی مدد پر قدرت [illegible] تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔[4]

۱۔ [illegible] ج دوم ص ۱۸۵، تاریخ اسلام جلد دوم ص ۵۰۶، بحار الانوار جلد دوم ص ۱۳۸۔

۲۔ [illegible] ص ۷۔ ۳۔ ایضاً ص ۲۲۔ ۴۔ الحکم الزاہرہ ص ۲۸۴۔

مومن کومسرور کرنے کا ثواب

جو شخص کسی برادر مومن کا دل خوش کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس کی طرف سے عبادت کرتا رہتا ہے اور قبر کی تنہائی میں اس کا مونس ، قیامت میں ثابت قدمی کا باعث، منزل شفاعت میں شفیع اور جنت میں پہنچانے میں راہبر ہوگا۔[1]

مومن کی حاجت روائی کرنا:

ہر وہ شخص جو کسی مومن کی حاجت روائی سے انکار کرے جبکہ وہ اس حاجت کو اپنے آپ یا کسی دوسرے کے ذریعے پورا کرسکتا ہو، روز قیامت اس کا منہ کالا ہوگا، ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہونگے اور یہ ندا بلند ہوگی کہ یہ خدا اور رسول کے ساتھ خیانت کرنے والوں میں سے ہے اور وہ جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔[2]

مَـامِـنْ مُـؤْمِـنٍ يَخْذُلُ اَخَاهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نُصْرَتِهٖ اِلَّا خَذَلَهُ اللهُ فِى الـدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۔وہ مومن جو اپنے مومن بھائی کو رسوا کرے حالانکہ وہ اس کی مدد کرسکتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت دونوں میں رسوا کرے گا۔[3]

امام علی الرضا علیہ السلام فرماتے ہیں

مومن بھائی کو فائدہ رسانی

مَنْ اسْتَفَادَ اَخًا فِى اللهِ فَقَدِ اسْتَفَادَ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ۔ جو اپنے دینی بھائی کو فائدہ

۱۔ چودہ ستارے ص ۲۶۰۔ ۲۔ مقدمہ شیعیت کا آغاز ص ۹۔ ۳۔ عقاب الاعمال حدیث نمبر ۱۱۹ شیخ صدوق۔

کا موقع دے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے گھر سے فائدہ اٹھانے کا موقع بخشے گا۔ ۱؎

بندگان خدا سے دشمنی

بِئْسَ الزَّادُ اِلَی الْمَعَادِ اَلْعُدْوَانُ عَلَی الْعِبَادِ۔ بندگان خدا سے دشمنی بدترین توشۂ آخرت ہے۔ ۲؎

لڑائی جھگڑے کا نقصان

اِیَّاکُمْ وَ مُشَاجَرَۃَ النَّاسِ فَاِنَّھَا تَظْھَرُ الْغُرَّۃَ وَ تَدْفُنُ الْعِزَّۃَ ۔لڑائی جھگڑا سے بچو کیونکہ یہ انسان کو ذلیل اور رسوا کرتا ہے۔ ۳؎

دیکھا آپ نے کہ ائمۂ اطہار کے ہاں:

۱۔ جھگڑا، مجادلہ اور بحث و مناظرہ کا کتنا نقصان ہے؟

۲۔ انسان دوستی، مؤمن نوازی اور احترام آدمیت کس قدر ضروری ہے؟

۳۔ مسلمان اور مؤمن کی عزت و تکریم کی کس قدر تاکید ہے؟

۴۔ مسلمان مؤمن سے بغض و نفرت کا دنیا اور عقبیٰ میں کیا کیا نقصانات ہیں؟

۱۔ الحکم الزاہرہ جلد دوم ص ۴۰۸ ۔۲۔ امام رضا ص ۶۰ ۔۳۔ آئینہ نفس ص ۱۱۳۔

کلام اقبال میں اتحاد امت

کلام اقبال میں امت اسلامیہ کی اتفاق واتحاد سے متعلق بہت سا مواد موجود ہے ان میں سے کچھ درج کئے جاتے ہیں۔

(1)

فرد را ربط جماعت رحمت است
جوهر او را کمال از ملت است

(۲)

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحب مرکز تو خودی کیا ہے خدائی

(۳)

ملت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

(۴)

حرز جان کن گفتهٔ خیر البشر
هست شیطان از جماعت دور تر

(۵)

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

(۶)

منفعت ایک ہے اس قوم کا نقصان بھی ایک ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہیں کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

(۷)

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

(۸)

زمانہ منتظر ہے اک نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی

اردو شعراء کی نظر میں اتفاق اور پھوٹ

محمد ابراہیم ذوق ؔ ۔

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق اس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

ایک نامعلوم شاعر اتفاق واتحاد کی اہمیت کو یوں اجاگر کرتے ہیں ۔

تار ہر چیز کے ہوتے ہیں اگر چہ نازک
ریسمان بن کے وہ ہر بوجھ اٹھا لیتے ہیں
ذرہ بکھرے ہوئے رہتے ہیں ہوا کی زد میں
اور مل جائیں تو کہسار بنا لیتے ہیں

ایک شاعر اختلاف اور پھوٹ کے نقصان کا یوں رونا روتے ہیں۔ ۔

اے پھوٹ تو نے اکثر قوموں کو کھا کے چھوڑا
جس گھر میں سر اٹھایا اس کو مٹا کے چھوڑا

ایک شاعر اختلاف کو عذاب الٰہی قرار دیتا ہے۔

جب کسی قوم کو اللہ سزا دیتا ہے
بانٹ کر قوم کو آپس میں لڑا دیتا ہے

ان شعرائے کرام کے کلام سے واضح ہوتی ہے کہ

☆ ربط وضبط سے عاری انسان ٹوٹی شاخ کی مانند ہے جو کبھی ہری نہیں ہوسکتی۔

☆ افراد باہم مل کر قوم وملت بنتی ہے جس پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے شیطان اس سے دور ہوتا ہے۔

☆ جب اختلاف وانتشار کی کوئی وجہ موجود نہیں تو پھر اتفاق کیوں نہیں؟

☆ کیا اختلاف وانتشار کی حالت میں زمانے کے تقاضا پورے ہو سکتے ہیں؟

☆ دھاگے کے باریک ریشے مل کر مضبوط رسی اور باریک ذرات مل کر پہاڑ تشکیل دیتے ہیں۔

☆ پھوٹ وناتفاقی نے بہت سے قوموں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

موجودہ اختلافات کا حل

ہم نے اوپر ماضی اور حالیہ اختلافات کی الگ الگ ایک ایک فہرست دی ہے ماضی کی اختلافات کو کرید نا سعی لا حاصل ہے۔ اس لئے اس وقت موجود اختلافات اوران کا حل ذیل میں دیا جار ہا ہے۔ یہ فہرست وہی ہے جو اوپر کے صفحات میں صفحہ ۴۶ پر آچکا ہے۔

۱۔ سید محمد شاہ نورانی و فقیر محمد ابراہیم

پیر و مرشد مسلک نوربخشیہ میں نہایت اہمیت کی حامل ہے بزرگوں کی تصانیف جو دستیاب ہیں تقریباً سبھی تصانیف میں سلوک کرنے والوں کے لئے پیر و مرشد کی ضرورت و اہمیت پر بیانات موجود ہیں جس قدر یہ دینی عہدہ اہم ہے اسی قدر اس کے شرائط و آداب سخت ہیں ہر ایرے غیرے نتھو خیرے اس بلند و بالا منصب پر فائز نہیں ہوسکتا۔

NAF Manzoor and Mehmood Abad Unit

دنیا میں چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے کسی راہنما، رہبر یا استاد کی ضرورت ہوتی ہے کام جتنا اہم ہوتا ہے اتنا ہی جدو جہد اور ریاضت درکار ہوتا ہے۔ کوئی بھی مہارت مفت ہاتھ نہیں آتی۔ فقر و سلوک نہایت اہم عمل اور کام ہے جس کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کی جاتی ہے۔ اس سے اہم دنیوی و اخروی کوئی کام یا عمل نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے لئے رہبر و راہنما اور استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس شعبے کے استاد کو فارسی / اردو میں پیر اور مرشد اور عربی میں شیخ، مرشد اور مراد کہتے ہیں۔

میر سید علی ہمدانی نے خدا تک پہنچنے کے تین راستے بتائے ہیں۔

۱۔ پہلا راستہ اہل معاملات کا ہے۔ یہ بکثرت روزے رکھنا، نمازیں پڑھنا، تلاوت قرآن کرنا، حج کرنا اور جہاد کرنا جیسے ظاہری اعمال سے عبارت ہے یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے اور یہ عذاب ابدی سے ان کے نجات کا موجب ہے لیکن اس قسم کی عبادات کے راستے سے مقصد حقیقی (اللہ تعالیٰ) تک رسائی مشکل ہے۔

۲۔ دوسرا راستہ اربابِ مجاہدات کا ہے جو تبدیلیٔ اخلاق، تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح کے لئے مجاہدہ کرنے اور باطن سے تعلق رکھنے والی باتوں کے لئے سعی کرنے سے عبارت ہے۔ یہ ابرار کا راستہ ہے اور جو لوگ نیکوکار اور فاضلین امت ہیں وہ ابرار کہلاتے ہیں، اس گروہ میں شامل لوگوں کی تعداد قلیل ہوا کرتی ہے۔

۳۔ تیسرا راستہ سائران حضرت حق کا ہے جو لاہوتی وادیوں کی فضاؤں میں عنایت الٰہی اور جذبابِ خداوندی کے پروں سے پرواز کرتے ہیں۔ یہ راستہ تمام راستوں میں سب سے افضل ہے اور یہ موت اختیاری پر مبنی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا	طبعی موت مرنے سے پہلے اختیاری موت مر جاؤ۔[۱]

میر سید علی ہمدانی کے اس اقتباس کی روشنی میں یہ تین راستے بن جاتے ہیں۔

(۱) عام راستہ۔ (۲) خاص راستہ۔ (۳) خاص الخاص راستہ۔

(۱) عام راستہ

یہ راستہ مسلم عوام الناس کا راستہ ہے۔ اس میں آدمی کو ایمان میں پختگی کے بعد صلوٰۃ خمسہ اور صوم رمضان کی پابندی، مالدار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ وحج کی ادائیگی کرنا اور ساتھ ہی دوسرے اخلاقیات اور تعلقات کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ یہ بہت طویل راستہ ہے۔ یہاں کسی پیر ومرشد کی ضرورت نہیں البتہ یہاں پیش آنے والے مسائل کسی بھی عالم دین سے پوچھ کر یا خود کتابوں میں دیکھ کر حل کر سکتے ہیں۔ اس

۱۔ دہ قاعدہ ص ۱۲۔

راستے میں آدمی کا قلب اور نفس وشیطان ساتھ ساتھ چلتا ہے کبھی نفس وشیطان آدمی کے قلب کو مغلوب بنا کر اس کو گناہ کا مرتکب بنا دیتا ہے اور کبھی قلب غلبہ پا کر توبہ و انابت سے تلافی کر دیتا ہے۔ کبھی وہ نیکی کرتا ہے اور کبھی بدی کا مرتکب ہوتا ہے۔ بلی چوہے کا یہ کھیل زندگی بھر جاری رہتا ہے پھر آخری وقت جنہیں مشیت ایزدی حاصل ہوانہیں ایمان کی موت نصیب ہوتی ہے۔ بارالہا! ہمیں بھی انہی میں سے کردے! اور جنہیں عنایت الٰہی نصیب نہ ہووہ بے ایمان موت مرتا ہے۔

(۲) خاص راستہ

یہ اہل ریاضت کا راستہ ہے جن لوگوں کو اس راستے پر چلنے کی توفیق ہوتی ہے وہ پہلے ایک استاد کا انتخاب کرتا ہے اس کے ہاتھ پر توبہ وانابت کرتا ہے پھر سنت مشائخ سلف کے مطابق سخت ریاضت کرتا اور اپنی جان جوکھوں میں ڈالتا اور سلوک کی منزلیں طے کرتا چلا جاتا ہے جس قدر آدمی میں ذوق وشوق، اور روحانی استعداد ہو اور استاد میں تربیت کی لیاقت وصلاحیت۔ اسی قدر یہ راستہ جلد طے ہوتا ہے۔ یہ نہایت اہمیت کی حامل اور مشکلات سے بھرپور راستہ ہے یہاں آدمی کو قلب ونظر کو ابھارنا اور نفس وشیطان کو کچلنا ہوتا ہے اس کے لئے نفس کے مرغوب عادتوں کو بدلنا، مالوف اشیاء کو چھوڑنا، خواہشات نفسانی سے دستبردار ہونا، دنیوی آرزوؤں کو ترک کرنا پڑتا ہے نفس اور شیطان پینترے بدل بدل کر حملہ آور ہوتا ہے۔ منازل روحانی طے کرتے ہوئے آدمی کے مشاہدات، معائنات، مکاشفات بدلتے رہتے ہیں۔ تجربہ کار باصلاحیت استاد قدم قدم پر اس کی راہنمائی کرتا ہے اور اس کوان میں موجود

روحانیت اور نفس وشیطان کی کارستانی سے آگاہ کرتا جاتا ہے چنانچہ وہ استاد کی ہدایت کی روشنی میں اگلا مرحلہ طے کرتا ہے یوں وہ ایک ایک منزل کو طے کرتے ہوئے اعلیٰ مدارج تک جا پہنچتا ہے اور نفس وشیطان کے چنگل سے خلاصی پا جاتا ہے۔ اور قرب الٰہی حاصل ہوتی ہے اور وصال حق سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ جس قدر آدمی میں ذوق وشوق، استاد میں لیاقت وصلاحیت ہو اسی قدر یہ راستہ جلدی طے ہوتا ہے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ آدمی کو یہ راستہ صرف اور صرف تائیدایزدی سے اختیار کرنا نصیب ہوتا ہے۔ خدایا! ہمیں بھی یہ راستہ نصیب ہو! آمین

یہاں استاد سے مراد پیر ومرشد ہے اور آدمی سے مراد سالک ومرید ہے۔

اسی کردہ سے متعلق سید محمد نوبخش کتاب نوریہ میں لکھتے ہیں

''خوش بختی کا آغاز سالک کے دل میں اولیائے کرام اور مرشدین عظام سے ارادت کا پیدا ہونا ہے۔ جس کے ذریعے وہ مرد کامل کی صحبت میں پہنچ جاتا ہے اور جس کی نگرانی میں وہ خواہشات سے منہ موڑ کر سلوک اختیار کرتا ہے۔ [1]

اس راستے کو طے کرنے کے لئے پیر ومرشد کی ضرورت ہے یہ راستہ استاد کے بغیر طے ہو ہی نہیں سکتا۔ تقریبا تمام مشائخ نوربخشیہ کی کتابوں میں پیر ومرشد کی ضرورت واہمیت سے متعلق مضامین موجود ہیں یہاں صرف میر سید محمد نوربخش کے رسائل سے کچھ اقتباسات دیے جاتے ہیں۔

ا۔ کتاب نوریہ ص۲۲۔

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

پیرومرشد کی ضرورت واہمیت کے بارے میں کلام میں فرماتے ہیں

۱۔ گرتو خواهی که مرد راه شوی

جز به فرمان پیر پای منه [۱]

☆یعنی اگر تم راہ سلوک کا مسافر بننا چاہتا ہے تو یاد رکھ کہ پیرومرشد کے حکم کے بغیر پیر مت رکھنا۔

۲۔ هر کرا عمر هست و دولت هست

زده در دامن امامت دست [۲]

☆یعنی جس کے پاس زندگی کے ایام ہوں اور خوش نصیبی کی دولت ہو اس کو چاہیے کہ پیرومرشد کے دامن کو تھام لے۔ اور سلوک کرے۔

۳. آنکه او راهنما نشد پیوند

بیقین دان که نیست دولتمند [۳]

☆یعنی جو آدمی کسی پیرومرشد اور راہنما سے نہ مل جائے یقین جانیے کہ وہ کوئی دولتمند نہیں بلکہ مفلس ہے۔

۴. تا جان ندهی بخادمی پیش شعیب

با حضرت حق سخن چو موسی نکنی [۴]

☆یعنی جب تک تم شعیب جیسے مرشد کی خدمت میں خادم کی حیثیت سے جان نہیں دیتا حضرت موسیٰ کی مانند حضرت حق سے گفتگو نہیں کر سکتا۔

۱۔غزلیات ص۵۲۔ ۲۔ایضاً ص۱۶۱۔ ۳۔ایضاً ص۶۷۔ ۴۔ایضاً ص۶۴۔

۵۔ رسالہ ایک آیت میں لکھتے ہیں:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا — جو لقائے الٰہی کا امیدوار ہو اس کو عمل صالح کرنا چاہیے

اس آیت میں بظاہر عمل کی جانب اشارہ ہے اور وہ ہے اخلاص اور اخلاص کو کامل مکمل اور مکاشف و محقق پیر و مرشد کے بغیر سمجھنا ممکن نہیں اسی معنی کی بنا پر تمام اہل ایمان شریعت و طریقت میں کسی ولی مرشد کی صحبت اختیار کرنے پر مامور و مکلف ہیں اما شریعت میں آیت کریمہ:

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا — جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہے اور جسے وہ گمراہ کرے وہ کوئی ولی مرشد نہیں پاسکتا

NYE Manzoor and MehmoodAyazUnit

اور وحدیث نبوی میں جیسا کہ:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ مِيْتَةَ الْجَاهِلِيَّةِ — جو امام زمانہ (پیر و مرشد) کو جانے بغیر مرے گویا وہ جہالت کی موت مرا ہے

اما طریقت میں جیسا کہ اکابر اولیا نے فرمایا ہے کہ:

مَنْ لَّمْ يَرَ مُفْلِحًا لَا يُفْلِحُ اَبَدًا — جس نے کسی نجات دہندہ کو نہیں دیکھا تو وہ کبھی نجات نہیں پائے گا

اور

مَنْ لَا شَيْخَ لَهٗ فَشَيْخُهُ الشَّيْطَانُ — جس کا کوئی شیخ و مرشد نہ ہو شیطان اس کا شیخ و مرشد ہے

پیر باید راہ را تنہا مرو   از سر عمیا درین دریا مرو

ہر کہ شد در ظل صاحب دولتی   نبودش ....ہر گز خجلتی

☆یعنی اس راہ میں چلنے کے لئے پیرومرشد ضروری ہے اکیلا ہرگز نہ چلے اور اندھادھند اس دریا میں ہرگز نہ اترے۔ جو کسی صاحب دولت مرشد کے زیر سایہ رہے اس کو کبھی بھی شرمندگی نہیں اٹھانا پڑے گی۔

کمال از صحبت مردان توان یافت   در از دریا ولعل از کان توان یافت

دلا در صحبت اهل صفا باش   چو صحبت یافتی اهل وفا باش

☆یعنی اے سالک! آدمی کو کمال کسی کامل کی صحبت سے ملا کرتا ہے جس طرح موتی دریا سے اور لعل کان سے ملا کرتے ہیں لہٰذا تم اہل صفا کی صحبت اختیار کرو جب کسی کی صحبت اختیار کرے تو پھر اس کا وفادار رہو۔

۶۔ رسالہ یک آیت کریمہ

کسی کہ طالب معنی بود چنین باید

کہ سر نہد بارادت بر آستان رجال

رجال غیب محابیب حضرت حق اند

ولیک مرشد کامل رساندت بکمال

☆یعنی جو طالب معنی وروحانیت ہو اس کو چاہیے کہ وہ کسی مرشد رجال کے چوکھٹ پر اپنا سر ارادت رکھ لے کیونکہ رجال الغیب حضرت حق تعالی کے محبوب ہوتے ہیں اور مرشد کامل تمہیں درجۂ کمال کو پہنچا دیتے ہیں۔

۷۔ رسالہ در جواب فقہاً میں فقہاً کو سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

صرف ونحو جو علوم ظاہرہ کی ابتدائیں ہیں اسے کسی عالم کی صحبت میں رہ کر اس کی شاگردی کے بغیر ان کی تفہیم حاصل نہیں ہوتی پھر شریعت وحقیقت کے دقائق صاحب کمال مرشد کی صحبت کے بغیر کیونکر حاصل ہوگا؟

کمال از صحبت مردان توان یافت　　در از دریا ولعل از کان توان یافت

دلا در صحبت اهل صفا باش　　چو صحبت یافتی اهل وفا باش

☆یعنی اے سالک! آدمی کو کمال کسی کامل کی صحبت سے ملا کرتا ہے جس طرح موتی دریا سے اور لعل کان سے ملا کرتے ہیں لہذا تم اہل صفا کی صحبت اختیار کرو جب کسی کی صحبت اختیار کرے تو پھر اس کا وفادار رہو۔

مَنْ لَّا شَیْخَ لَهٗ فَشَیْخُهُ الشَّیْطَانُ　　جس کا کوئی شیخ ومرشد نہ ہو شیطان اس کا شیخ ومرشد ہے

پیر باید راه را تنها مرو

از سر عمیا درین دریا مرو

☆یعنی اس راہ میں چلنے کے لئے پیر ومرشد ضروری ہے اکیلا ہرگز نہ چلے اور اندھا دھند اس دریا میں ہرگز نہ اترے۔

ولیٔ مرشد ار یابی بیابی آنچه مقصود است

وگر مرشد نیابد کس چو گمراهان مردود است

☆یعنی اگر تمہیں ولی مرشد مل گیا تو جو کچھ مقصود ومطلوب ہے وہ تمہیں مل جائے گا اور اگر خدانخواستہ پیر ومرشد نہ ملے تو تم گمراہ اور مردود ہوکر رہ جاؤ گے۔

حضرت الله تعالی همه طالبان دین قویم را بصحبت مرشدان صراط

مستقیم برساناد۔ اللہ تعالیٰ تمام طالبین دین قویم کو مرشدین صراط مستقیم تک پہنچائے (آمین)

۸۔ رسالہ مکارم اخلاق میں اخلاق حمیدہ اور اخلاق ذمیمہ کی تفصیل دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ اخلاق ذمیمہ کو اخلاق حمیدہ سے بدل دے تو اللہ تعالیٰ اسے کسی مرشد کی صحبت میں پہنچائے گا۔

کمال از صحبت مردان توان یافت   در از دریا و لعل از کان توان یافت

دلا در صحبت اهل صفا باش   چو صحبت یافتی اهل وفا باش

☆ یعنی اے سالک! آدمی کو کمال کسی کامل کی صحبت سے ملا کرتا ہے جس طرح موتی دریا سے اور لعل کان سے ملا کرتے ہیں لہذا تم اہل صفا کی صحبت اختیار کرو جب کسی کی صحبت اختیار کرے تو پھر اس کا وفادار رہو۔

مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدُ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَلَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہے اور جسے وہ گمراہ کرے وہ کوئی ولی مرشد نہیں پاسکتا۔

(۳) خاص الخاص راستہ۔

یہ اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندوں کا راستہ ہے۔ یہ جانباز خوش نصیبوں کا راستہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، سالک کی ذاتی استعداد اور شوق و لگن اور مرشد کی ہمت و صلاحیت اور تربیت کی بناء پر اب فنا و بقا کے مرحلے میں پہنچ چکا ہے اور اب وہ سائر ناسوت سے طائر ملکوت بن گیا ہے۔ الٰہ العالمین! ہم بھی ہیں اسی کے سوالی! ہمیں بھی اس سے سرفراز فرما!

دیکھا آپ نے پیر و مرشد کی ضرورت واہمیت اور مرید و مرشد کے اوصاف وذمہ داریاں! چنانچہ اس کے شرائط بہت سخت، ذمہ داری بہت بھاری اور وظیفہ نہایت مشکل ہے۔ اس کے لئے غیر معمولی فراست ودانائی، ہمت و جرات، قوت وشہامت، عالی حوصلگی، پامردی واستقلال، علم اور تجربہ کا حامل ہونا ضروری ہے نیز روحانیت میں اطوار سبعۂ قلبیہ سے واقف، الوان متلونہ سے آگاہ، مکاشفات، معائنات اور مغیبات کا ماہر، کشف والہام کا حامل، پریشان خوابی، رویا اور کشف وایماء میں فرق کرنے کی صلاحیت اور سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مسلسل ومعنعن ہونا لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نوربخشی بزرگوں نے اپنے لائق ترین، اہل اور فاضل وفائق مرید و شاگرد کو اپنا قائم مقام اور خلیفہ مقرر کیا نہ کہ اپنے رشتہ دار یا بیٹے پوتے کو۔ معروف کرخی سے میر شمس الدین عراقی تک تمام مرشدین میں سے صرف جنید بغدادی اور سری سقطی آپس میں رشتہ دار ہیں باقی کوئی آپس میں رشتہ دار ہیں نہ ہم وطن، ہم نسل ہیں نہ ہم پیشہ۔ میر شمس الدین عراقی تک صحیح معنوں میں پیر و مرشد کے اصول پر عمل ہوتا رہا ہے عراقی کے بعد پیر و مرشد کا یہ روحانی منصب موروثی بن کر رہ گیا ہے اور موروثی پیر و مرشد ہی میر سید محمد نوربخشؒ کی نظر میں تمام خرابیوں کی جڑ ہے جس کو اب ہم بھگت رہے ہیں۔ **این فساد ازان افتاد در عالم کون و فساد که خوانق بر سوم و عادات بنا کردند و شیخی از آباء و اجداد گرفتند**......[1] یعنی یہ فتنہ و فساد اس لئے ہیں کہ انہوں نے رسم ورواج اور عادات پر مبنی خانقاہوں کی بنیاد ڈالیں اور اپنے آباد واجداد سے پیر و مرشد لیا۔

---

[1] دیکھئے کشف الحقائق ص ۱۱۔

ہم نے لکھا ہے کہ میر شمس الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سے نوربخشیوں میں پیرومرشد کا عہدہ موروثی ہے۔ کوئی مقرر کرتا ہے نہ اہلیت وصلاحیت کی بناء پر بن جاتا ہے۔ بلکہ صورت حال یہ ہے کہ بڑا بیٹا آٹومیٹیکل طور پر خود بخود باپ کی گدی پر براجمان ہوجاتا ہے ۔اس کے لئے صلاحیت واستعداد کی کوئی ضرورت ہے نہ ورد وظیفہ اور ریاضات ومجاہدات کے جھنجٹ میں پڑنے کی حاجت۔ بس بڑے پیرزادے کو باپ کی آنکھیں بند ہونے کا انتظار رہتا ہے جونہی باپ کی آنکھیں بند ہوجائیں وہ ''پدرم سلطان بود'' کا نعرہ لگاتا ہے اور تخت پیریت ومرشدیت پر قابض ہوجاتا ہے۔ نہ ورد، نہ وظیفہ، نہ ریاضت نہ مجاہدہ۔ نہ تسبیح نہ سجادہ۔ عوام الناس اسی کو بے چوں وچرا پیر ومرشد تسلیم کرلیتے ہیں۔

سید محمد شاہ نورانی مسلک نوربخشیہ کا حقیقی پیرومرشد نہیں ان میں پیرومرشد کی شرائط وخصوصیات میں سے کوئی بھی موجود نہیں۔ انہیں نوربخشیوں کے پیرومرشد ہونے کا دعویٰ زیب دیتا ہے نہ ہی کسی کو انہیں نوربخشیوں کا پیرومرشد بنانے کا حق پہنچتا ہے۔

ادھر فقیر محمد ابراہیم صاحب میں پیرومرشد کے تمام اوصاف موجود نہیں بالخصوص مسلسل ومعنعن میں خلا موجود ہے۔ اگرچہ وہ پیرومرشد کے منصب کا زبانی دعویدار تو نہیں لیکن ان کے مریدین انہیں ایسا ہی سمجھتے ہیں نیز روحانی تعلیم وتربیت سے متعلق جو کچھ کررہے ہیں وہ بالکل عملاً پیرومرشد ہی کا کام ہے لہذا اتنا کہہ دینا ہم کافی سمجھتے ہیں کہ اس وقت فقیر محمد ابراہیم صاحب جو ورد وظیفہ لوگوں کو دے کر لوگوں کو عملاً اپنا مرید بنارہے ہیں وہی پیرومرشد کا بالکل صحیح عمل ہے۔

بدقسمتی سے پیرومرشد کے عمل سے سید محمد شاہ نورانی صاحب کو کوئی دلچسپی نہیں

ہے اس پر طرہ یہ کہ ان کے حامی نہ صرف انہیں پیرومرشد کہنے پر بضد ہیں بلکہ کچھ قدم اور آگے بڑھا کر انہیں امام اضافی تک کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ آج تک انہیں کسی کو وظیفہ دیتے کسی کو اپنا مرید بناتے سنا ہے نہ دیکھا۔ اسی طرح کسی سالک کی تربیت کرنے کے بارے میں کبھی سنا ہے نہ دیکھا ہے۔

ہمارے شاہ صاحب کے ساتھ بہترین تعلقات ہیں اور ہم کئی بار کیریس میں ان کے دولت کدے پر جا چکے ہیں ان کے گھر کے پاس ہی تاریخی خانقاہ نوربخشیہ موجود ہے جو میر مختار اخیار کی بنائی گئی خانقاہ ہے جس میں سالکین کو بٹھا کر تربیت کرنے کے باقاعدہ حجرے بنے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان حجروں میں کوئی سالک نہیں دیکھا بلکہ ہم نے دیکھا کہ کسی حجرے میں کسی نے لکڑی کی کڑیاں رکھ دی ہیں کسی میں چھا سوق، کسی میں پکی اینٹیں، کسی میں بھوسہ بھرا ہوا۔ ایک حجرے میں باقاعدہ چولہا بنا ہوا تھا۔ گاؤں والوں کا کہنا تھا کہ آخوند مہدی مرحوم کی وفات کے بعد سے اب تک یہاں کوئی جماعت نہیں ہوتی سید محمد شاہ جمعہ کے سوا کبھی خانقاہ نہیں آتے۔ یہی ہمارا مشاہدہ اور روزمرہ تجربہ بھی ہے۔ شاہ صاحب کے حپلو میں مقیم تمام قریبی رشتہ داروں کو جانتا ہوں وہ بھی جماعت کی پابندی سے دامن بچاتے ہیں۔ اس لئے ہم بجا طور پر یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ سید محمد شاہ نورانی پیر ہیں نہ کوئی ان کا مرید۔ اور جو لوگ انہیں بوا پیر کہتے ہیں زبانی کہنے سے کوئی کسی کا پیر بنتا ہے نہ کوئی کسی کا مرید۔

۲ نومبر ۲۰۱۵ء کو میرے غریب خانے پر ایک اہم مرحوم بزرگ کا چشم و چراغ سید ۔۔۔۔ صاحب مہمان تھا جو شاہ صاحب کے گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کھانے کے دوران سید محمد شاہ صاحب کی پیر طریقت پر گفتگو چل نکلی ان کا کہنا تھا

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

کہ میں انہیں پیر طریقت نہیں مانتا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اور آپ کے گروپ کے لوگ تو انہیں امام اضافی تک کہتے ہیں یہاں پیر کہنے سے انکار کیسا؟ جواب دیا میں اس دن انہیں پیر طریقت مانوں گا جس دن وہ کسی نوربخشی ایک جوان کو صوم وصلوۃ کا پابند بنائے گا۔ وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ فقیر ابراہیم کو نہیں جانتے لیکن ان کے سینکڑوں عقیدت مند جوانوں سے واقف ہوں جو ایک سے بڑھ کر ایک صوم وصلوۃ کے پابند ہی نہیں بلکہ خوب ریاضت ومجاہدہ کرتے ہیں۔

ہمارے خیال میں پیر ومرشد کے مسئلے کے درج ذیل حل ہیں۔

ا۔ ایک حل یہ ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جو نوربخشی پہلے راستے کے راہی ہیں انہیں کسی پیر ومرشد کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جو پڑھنا چاہتا ہو اس کے لئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے جو پڑھنے کے موڈ میں نہ ہو اس نے استاد سے کیا کرنا؟ یا جس نے سفر کرنا ہو اس کو سواری اور رفیق سفر درکار ہے جو گھر میں پڑا رہتا ہو اس کے لئے رفیق سفر اور سواری کی کیا حاجت؟!

۲۔ جو نوربخشی دوسرے یا پھر تیسرے راہ کے راہی بننے کے خواہشمند ہیں اور خوب ریاضت ومجاہدہ کرتے ہیں ان کے لئے مرشد کی ضرورت ہے۔ وہ اپنی اس ضرورت کو مشائخ سلسلۃ الذہب کے کتب ورسائل کی روشنی میں طے کر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے بیحد علم ودانش اور عظیم ہمت وجرات اور وافر خلوص واخلاص کی ضرورت ہے۔

۳۔ نیز ایسے لوگ اخوند ابراہیم اور ان کے تربیت یافتہ مریدین کی راہنمائی میں طے کر سکتے ہیں اس وقت ہم میں جو ہر قابل کا جو فقدان ہے ایسی حالت میں ان کی صحبت کو غنیمت جاننا چاہیے۔

۴۔ محترم سید محمد شاہ صاحب کو چاہیے کہ پہلے اپنے آپ میں پیر و مرشد کے اوصاف پیدا کرے۔ اپنے آپ کو دینی و دنیوی اور روحانی تعلیم و تربیت اور راہنمائی کی ذمہ داری کے لئے تیار کرے اور پیر و مرشد کا کام کرے جو لوگ راہ سلوک و طریقت طے کرنے کے لئے ان سے رجوع کریں ان کی خود راہنمائی کرے نہ کہ یہ کہے کہ یہ میرا کام نہیں یہ کام فقیر ابراہیم کا ہے۔ واضح رہے مرحوم سید عون علی مرحوم ایسا ہی کرتے تھے جس کی تصدیق سید بشارت حسین ھگسوی بھی کرتے ہیں۔

۵۔ محترم سید محمد شاہ اور محترم فقیر محمد ابراہیم کو پیر و مرشد ماننا آخر کیوں ضروری ہے؟ قرآن و حدیث، ائمہؑ اطہار اور مشائخ سلسلۂ ذہب کا اس معاملے میں کوئی حکم موجود نہیں ہے۔

٦۔ پھر بھی اگر کسی کو صرف زبانی طور پر ہی سہی سید محمد شاہ یا فقیر ابراہیم میں سے کسی کو پیر و مرشد کہنے اور ان سے وابستگی پر اصرار اور ضد ہو تو انہیں اس کا اختیار ہونا چاہیے۔ انہیں اس سے جبراً روکنا مناسب نہیں۔ البتہ انہیں ہرگز یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ یہ کہے کہ جو سید محمد شاہ کو پیر نہ مانے وہ نوربخشیہ نہیں یا جو فقیر محمد ابراہیم کو مرشد نہ جانے وہ نوربخشیہ نہیں۔

۲۔ نماز جماعت کے بعد کیا پڑھے؟

مسلک نوربخشیہ کا ایک اور طرۂ امتیاز ہے کہ وہ فرض نمازوں کے فوراً بعد استغفار، تسبیحات، تہلیلات، ادعیاً، اوراد اور اللہ تعالیٰ کے حمد وثناء پر مشتمل تعقیبات پڑھتے ہیں۔ ان دعاؤں، تسبیحات اور حمد وثناء کے الفاظ میں کوئی اختلاف نہیں البتہ اس میں اختلاف پیدا ہوگیا ہے کہ فرض باجماعت نمازوں کے فوراً بعد کیا پڑھے؟ نوربخشیوں کی غالب اکثریت استغفر اللہ العظیم پڑھنا درست سمجھتی ہے اور وہ نماز کے بعد استغفر اللہ ۳ بار پڑھ کر باقی تعقیبات مکمل کرتی ہے جبکہ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ کلمۂ طیبہ پڑھنا صحیح ہے چنانچہ وہ پہلے کلمۂ طیبہ پڑھتے ہیں پھر استغفر اللہ العظیم سے آخر تک۔

نوربخشی بزرگوں کی کتابوں میں پہلا طریقہ لکھا ہوا ہے اور ماضی قریب تک نوربخشیوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ دوسرا طریقہ ساٹھ ستر سال قبل شروع ہوا ہے ۱۹۹۲ء میں سید خورشید عالم صاحب پھڑاوا کے ترجمہ دعوات صوفیہ کے حاشیے پر اس کے پڑھنے کا حکم درج تھا جسے ۴ سال بعد ۱۹۹۶ء میں حاشیہ سے نکال کر متن کا حصہ بنا دیا گیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۹۲ء سے پہلے یہ مسئلہ نوربخشی کتابوں میں قطعاً مندرج نہیں تھا البتہ کچھ علاقوں میں فرض نمازوں بالخصوص نماز صبح کے فوراً بعد کلمہ طیبہ پڑھنے کا رواج موجود تھا۔

ہمارے علم کے مطابق چپلو خاص میں اسی مسئلہ پر دوجگہ جھگڑے بھی ہو چکے

ہیں اور ایک چھوٹی سی اقلیت محض کلمہ طیبہ نہ پڑھنے پر جو زیادہ سے زیادہ ایک مستحب عمل ہے، جماعت جیسے فرض کے ترک کرنے کی مرتکب ہو رہی ہے۔

بات اتنی ہے کہ واجب نمازوں کے بعد تعقیبات کا پڑھنا مسلک نوربخشیہ میں مستحب ہے کوئی فرض یا واجب نہیں۔ اس مسئلے کا ہمارے پاس یہ حل ہیں:

۱۔ استغفر اللہ اور کلمۂ طیبہ دونوں کا پڑھنا درست ہے۔ تاہم اول الذکر کا پڑھنا حضرت ثعبان[۱] کی روایت کے مطابق سنت رسول ہے۔ نیز یہی طریقہ سنت مشائخ سلسلۂ نوربخشیہ بھی ہے جبکہ ثانی الذکر میر محمد شاہ مخدوم الفقراء متوفی ۱۹۴۹ء سے پہلے کسی مشائخ سے ثابت نہیں۔ اور یہ طریقہ پہلی بار ۱۹۹۲ھ میں کسی نوربخشی کتاب کے حاشیے پر اور ۱۹۹۶ھ میں متن میں درج ہوا ہے۔

۲۔ ان دونوں کے علاوہ کوئی اور بھی کوئی دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

۳۔ اگر کچھ بھی نہ پڑھے تب بھی صحت نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

یہاں بھی لطف کی بات یہ ہے کہ دونوں گروہ استغفار اور کلمہ طیبہ کے قائل ہیں۔ دونوں انہیں پڑھتے بھی ہیں اور مانتے بھی۔ فرق صرف وقت میں ہے۔

یہاں ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ انفرادی طور پر نماز پڑھنے والوں میں سے شاید ایک فیصد نمازی تعقیبات پڑھتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کوئی نہیں پڑھتے جبکہ جماعت پڑھنے والوں میں سے تقریباً ۱۰ فیصد تعقیبات پڑھتے ہیں باقی ۹۰ فیصد سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر چلے جاتے ہیں پھر جھگڑا کس بات کا؟

۱۔ دیکھئے اورادِ امیریہ ص ۳۶۔ یہ روایت اور بھی صحابہ سے مروی ہے۔

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

۳۔ چند سادات اور اخوند حضرات کی اقتدا

ماضی میں بلتستان بھر میں مختلف محلوں اور علاقوں میں اخوند حضرات مقرر تھے جن کی اولاد اب بھی موجود ہیں یہ اخوند حضرات میر سید علی ہمدانی، میر سید محمد نور بخش، میر شمس الدین عراقی کے ہمراہ بلتستان آئے۔انہوں نے انہیں مقامی لوگوں کی راہنمائی کے لئے یہاں سکونت اختیار کرنے کی ہدایت کی چنانچہ وہ ان علاقوں میں مقیم ہو گئے کچھ کو مقامی لوگوں نے زرعی اراضی دے کر مستقل آباد کیا اور کچھ نے محنت اور ہمت سے کام لے کر خود زرعی اراضی حاصل کر کے بس گئے۔جب ۱۱۱۵ء میں میر مختار اخیار اور میر یحییٰ جو آپس میں جڑوان بھائی تھے، مستقل طور پر کشمیر سے بلتستان منتقل ہوئے تو ان کی اولاد (ان کے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ۱۸ بتائی جاتی ہے) مختلف علاقوں میں میر واعظ مقرر ہوئے جس کے لئے سالانہ فصل سے باقاعدہ حصہ دینا مقرر ہوا جو یہاں ''نذر بیا'' ''نذر رزدامہ'' کے نام سے اب تک رائج ہے۔تب سے اب تک یہ دونوں یعنی سادات اور اخوند خاندان ان علاقوں میں آباد ہیں اور لوگوں کی راہنمائی کر رہے ہیں۔ماضی میں ان خاندان کے افراد نے بلتستان میں دین اسلام کو استحکام بخشنے میں گران قدر کارنامے انجام دیے ہیں۔تاہم ان کی اولاد میں سے کچھ سپوتوں نے علم و عمل کے ذریعے نام کمایا جبکہ کچھ کھوت اور نکمے واقع ہوئے اور خاندانی عظمت کی نشانی یعنی علم و عمل سے بے بہرہ رہ گئے لیکن اپنی اس محرومی کے علی الرغم محراب و منبر چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔آج کل ہمارے لئے یہی خاندانی نکمے لوگ مسئلہ ہیں جن

اخونداور سادات خاندان کے افراد نے علم حاصل کیا اور عالم فاضل ہیں وہ کوئی مسئلہ نہیں لیکن جن افراد نے علم حاصل نہیں کیا لیکن مساجد اور خانقاہوں کے محراب ومنبر پر قابض ہیں اور یہ قبضہ گروپ اپنا قبضہ چھوڑنے کے لئے تیار بھی نہیں جواز صرف ''پدرم سلطان بود'' ہے وہی مسلک نوربخشیہ کے پیرکاروں کے لئے آج کل مسئلہ ہیں۔ لائق وفائق اور عالم و فاضل اہل افراد کی موجودگی میں یہ علم سے بے بہرہ یا نیم خواندہ حضرات کی خطابت و امامت اس مسلک اور اس کے پیروکاروں پر ظلم سے کم نہیں کیونکہ اس سے میرٹ کی مٹی پلید ہوتی ہے اور ساتھ ہی امامت ضعیف کے نظرئے سے لوگوں کے عمل برباد اور نمازیں وغیرہ بے ثمر رہ جاتی ہیں۔ گویا یہ فساد کی ایک اور جڑ ہے۔ مسلک نوربخشیہ کو دولخت کرنے میں خاندانی و موروثی امامت و خطابت نے گھناؤنا کردار ادا کیا ہے اور اب بھی نوربخشی انتشار وافتراق میں یہی عنصر پیش پیش ہے اور مستقبل میں بھی اس سے جسد ملت کو شدید خطرات کا سخت اندیشہ ہے۔ اگر ہم نے ابھی سے اس کے لئے تیاری نہیں کی تو اس کی تباہ کاریاں انتہائی تباہ کن اور ہولناک ہونگی۔

ہمارے خیال میں اس کا حل صرف یہ ہے کہ آج میرٹ ،لیاقت اور صلاحیت پر عمل ہو خاندانی وموروثی مذہبی پیشوائیت جسے اقبال پاپائیت کا نام دیتے ہیں، اب فرسودہ ہو چکا ہے اب ''پدرم سلطان بود'' پر اصرار سودمند نہیں اس لئے اس مسئلہ سے دوچار علاقوں کے اہل حل وعقد کی ذمہ داری ہے کہ وہ باہم افہام وتفہیم کے ذریعے ان نکموں کو محراب ومنبر سے الگ کرے۔ اب صرف اور صرف میرٹ اور لیاقت وصلاحیت پر عمل ہونا چاہیے۔ جہاں کہیں یہ مسئلہ ہو وہاں سب سے بڑے عالم و فاضل اور متقی شخص کو پیش امامی وخطابت سونپ دینا چاہیے۔

NYP Manzoor and MehmoodAbad Unit

۴۔ چند مدارس ومساجد پر قبضہ

اس وقت کچھ مساجد پر ایک گروپ اور کچھ پر دوسرے گروپ کا قبضہ ہے بعض جگہ یہ قبضہ بالکل درست انداز میں ہے جبکہ بعض جگہ نمازیوں کی زیادہ تعداد دوسرے گروہ سے تعلق رکھتی ہے چنانچہ یہاں رسہ کشی، عدم اعتمادی اور بے چینی عام ہے۔ اسی طرح اہم ترین مدارس میں سے مدرسہ شاہ ہمدان سکردو اور جامعہ اسلامیہ کراچی پر ایک ایک گروپ کا قبضہ ہے۔

ہمارے خیال میں اس کا پائیدار حل یہ ہے کہ:

۱۔ جن جن مساجد کے نمازیوں کی غالب اکثریت جس گروپ سے تعلق رکھتی ہو ان مساجد میں اسی گروپ کی امامت وخطابت کا انتظام ہو، حقیقت میں وہی اس کا صحیح حقدار ہے لہذا اسے جوں کا توں رہنے دیا جائے۔

۲۔ جس مسجد کے نمازی تقریباً برابر ہوں وہاں افہام وتفہیم اور مفاہمت کے ذریعے حل نکالا جائے جس میں ووٹنگ، اور جمہوری اقدار ہی اس کا پائیدار حل ہے اس پر ہماری دلیل میر سید محمد نور بخش کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

وَيُكْرَهُ اِمَامَةُ مَنْ تَكْرُهُ الْجَمَاعَةُ اِمَامَتَهٗ جس شخص کی امامت جماعت (اکثریت) کو ناپسند ہو، اس کی امامت مکروہ ہے۔ [۱]

<u>۳۔ جن جن مساجد کے نمازیوں کی غالب اکثریت ایک گروپ سے تعلق رکھتی</u>

۱۔ فقہ احوط ص ۸۰۔۸۱۔

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

ہو۔اس کی امامت وخطابت پر اقلیت والے گروپ کا کوئی فرد ہو، یہاں اقلیت کا قبضہ درحقیقت اس اکثریت پر ظلم ہے لہذا اس اقلیت کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ منبر و محراب پر قابض رہے۔

جہاں تک دونوں مدارس کا تعلق ہے انہیں جوں کا توں رکھا جائے دونوں کے معیار کو بلند کرنے اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ایک بورڈ تشکیل دی جائے جو مکمل جائزہ لے کر اقدامات کرے جس میں نصاب کی تجدید، مختلف شعبہ جات کے قیام، فنڈز کی فراہمی، انتظامی امور میں مثبت تبدیلیاں اور ایک دوسرے میں اساتذہ وطلباء کا تبادلہ شامل ہیں۔

۵۔ چند مرحوم و موجود علماء و زعماء کی تکریم و توہین

دین اسلام بنی نوع انسان کی تکریم کا درس دیتا ہے زندہ انسان ہی نہیں بلکہ فوت شدہ انسان کی عزت و کریم کی ہدایت کرتا ہے مسلمان کی الگ بات کفار کے لاشوں کی توہین کی سختی سے ممانعت کرتا ہے اس ضمن میں جنگ و جدال کے موقعوں پر کفار کے لاشوں کا مثلہ بنانے کی سختی سے ممانعت کا حکم موجود ہے۔

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جب آدمی کسی کو برا بھلا کہتا ہے تو مخالف بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتا ہے چنانچہ ادلے کا بدلہ اسی وقت پالیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کو بھی برا بھلا کہنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔فرماتے ہیں۔
وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ۔تم ان بتوں کو بھی گالی نہ دو جنہیں یہ پوجتے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ عداوت اور لاعلمی میں اللہ کو گالی دے بیٹھیں گے۔ [1]

اس کے باوجود ہمارے موجودہ دھڑے بندی میں پھنسے ہوئے لوگ غائبانہ ایک دوسرے کو مزے لے لے کر کوستے اور نمک مرچ لگا کر غیبت کرتے ہیں۔ایک دوسرے کی غیر موجودگی میں خوب جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں یہ غیبت کے علاوہ اتہام بھی ہے جو ممنوع ہے۔حالانکہ غیبت انتہائی مذموم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ

ا۔الانعام ۱۰۸۔

NYF Manzoor and Mehmood Abad Unit

تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم مردہ بھائی کا گوشت کھانا چاہتے ہو یقیناً اسے ناپسند کرو گے ۔[1]

غیبت اور تہمت کی تعریف امام رضا علیہ السلام کی زبان مبارک سے سن لیں۔

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی پیٹھ پیچھے اس کے متعلق کوئی ایسی بات کہے جو اس میں موجود ہو اور جس کا دوسروں کو بھی علم ہو تو یہ غیبت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ایسی بات کہے جو اس شخص میں ہو لیکن دوسرے لوگ اس سے بے خبر ہوں تو یہ غیبت ہے۔ لیکن اگر وہ اس شخص سے کوئی ایسی بات منسوب کرے جو اس میں سرے سے موجود ہی نہ ہو تو یہ تہمت ہے۔ [2]

دیکھا آپ نے واقعہ سنانا کیا ہے؟ اور غیبت کرنا اور تہمت لگانا کیا ہے؟ اور آپ ان تینوں میں سے کس پر عمل کر رہے ہیں؟

غیبت کی تباہ کاری کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک قوم حاضر ہوگی جس کی کوئی نیکی اور اجر و ثواب وہاں نہیں ہوگا وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرینگے کہ اے اللہ! ہماری نیکیوں اور حسنات کو تو نے کیا کیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اَکَلَتْهَا الْغِيْبَةُ اِنَّ الْغِيْبَةَ تَاْكُلُ الْحَسَنَاتَ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحُلَفَاءَ ۔ اسے غیبت نے کھالیا غیبت نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتی ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو۔[3]

اللہ تعالیٰ ہمیں غیبت کی تباہ کاریوں سے بچائے آمین!

لیکن غیبت لوگ کرتے ہی کیوں ہیں؟ اس سوال کے جواب میں حضرت امام جعفر

۱۔ الحجرات ۱۲۔ ۲۔ اسلام دین حکمت ۳۵۴۔ ۳۔ الحکم الزاہرہ جلد دوم ص ۴۱۵۔

NYF Manzoor and Mehmoodabad Unit

الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جسے آپ امام ہی کی زبانی پڑھیں۔

لِلْحَاسِدِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ يُغْتَابُ إِذَا غَابَ وَيَتَمَلَّقُ إِذَا شَهِدَ وَ يَشْمُتُ بِالْمُصِيْبَةِ۔ حاسد کی تین نشانیاں ہیں۔

(۱) غیر موجودگی میں غیبت کرتا ہے۔

(۲) موجودگی میں خوشامد کرتا ہے۔

(۳) مشکل کے وقت شرمندہ کرتا ہے۔[۱]

آپ نے صورت حال اور اس بری حرکت کی تباہ کاریوں کو پڑھا اب ہم ذیل میں اس مسئلے کا حل پیش کرتے ہیں۔

(الف) اگر وہ عالم یا حامی فوت شدہ ہیں تو:

۱۔ ان مرحومین اور ان کے اعمال و کردار کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے اگر ہو سکے تو اللہ سے یہ دعا کی جائے کہ ان کی کوتاہیوں اور غلطیوں کو درگزر فرمائے ان کی نیکیوں کا بڑا اجر عطا فرمائے۔ (آمین)

۲۔ تمام پڑھے لکھے نوربخشیوں کو چاہیے کہ قرآن کریم سے سورۂ حشر کی آیت نمبر۱۰ کو کثرت سے پڑھا کرے اور اس میں مضمر معانی پر غور کرے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا

اے اللہ! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور ہمارے دلوں میں

غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوْفٌ الرَّحِيْمٌ

اہل ایمان سے متعلق کوئی کدورت نہ ڈال! تو بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔

۱۔ بحار انوار بحوالہ آئینہ نفس ص ۲۱۹۔

۳۔ اگر آپ ان کے حق میں دعائے خیر کرنے کو تیار نہیں تو پھر ان مرحومین کے معاملے کو سپردِ خدا کیجئے اگر ان پر کوئی برا الزام ہے تو خود اس الزام اور موردِ طعن بننے والی بات سے بچنے کی کوشش کریں۔

۴۔ آپ اپنی عداوت کو اسی مرحوم تک محدود رکھیں اس کی اولاد، اعزا، اقربا اور دوست احباب کو ہرگز ہرگز شامل نہ کریں۔

(ب) اگر وہ زندہ موجود علماء وزعماء میں سے ہیں تو:

۱۔ حتی الامکان ان کی تکریم کی جائے۔ برائی اور اہانت کے ساتھ نام لینے سے گریز کیا جائے۔

۲۔ ان کی طرف طرح طرح کی باتیں منسوب کرنے سے مکمل گریز کیا جائے

۳۔ کوئی بری بات سُن لے تو ادھر اُدھر سے تصدیق کی بجائے براہ راست اسی سے رجوع کر کے حقیقتِ حال معلوم کریں۔

٦۔ اعتکاف نشینی

نوربخشیوں میں اعتکاف کا شاید کوئی منکر نہیں ہے سبھی اعتکاف نشینی کے معتقد ہیں۔ بعض حسب توفیق اعتکاف نشینی سے لطف اندوز ہوتے ہیں کچھ اعتکاف کی خواہش رکھتے ہیں اور اُن کی یہ خواہش خواہش ہی رہتی ہے جبکہ بعض اعتکاف میں بیٹھنے کی بجائے اپنی بدقسمتی پر روتے ہیں جبکہ بعض اس سلسلے میں خاموش ہیں۔

مسلک نوربخشیہ کی تقریباً درجن بھر کتابوں میں اس مسئلے پر تفصیل موجود ہے میر سید محمد نوربخشؒ کی کتاب فقہ احوط میں ایک باب اسی موضوع کے لئے وقف ہے جبکہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کی آداب الصوفیہ اور حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمان اسفرائنی کی آداب خلوت اسی موضوع پر الگ الگ تفصیلی کتابیں موجود ہیں۔ جبکہ میر سید محمد نوربخش کی کتاب نوریہ اعتکاف کے دوران پیش آنے والے واقعات، مشاہدات، معائنات اور دیکھے جانے والے خواب ورویا اور ان کی روشنی میں روحانی تربیتی پروگراموں میں تبدیلی واصلاح وغیرہ سے متعلق ہے۔ اس لئے کسی بھی صوفی اور نوربخشی کے لئے اس مسئلے کا انکار ممکن نہیں ہے۔ جبکہ رمضان المبارک میں مسلمانوں کی کثیر تعداد اعتکاف بیٹھتی ہے۔ تحریک منہاج القرآن تو رمضان المبارک کے آخری عشرے میں شہر اعتکاف بساتے ہیں جس میں کئی کئی ہزار معتکفین شریک ہوتے ہیں۔

مسلک نوربخشیہ میں اعتکاف نشینی کی صورت حال یہ ہے کہ یہاں موسم سرما میں مختلف مساجد میں اجتماعی اعتکاف نشینی ہو رہی ہے جس کا دورانیہ ایک سے دس

دنوں کا ہوتا ہے اور بعض جگہ کچھ متوالے ماہ رجب، شعبان اور رمضان المبارک کے ۹۰ دنوں کے لئے، بعض دو مہینوں کے لئے اور بعض ۴۰ دنوں کے لئے اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ ایک بڑی تعداد رمضان میں ایک سے ۳۰ دنوں کے لئے بیٹھتی ہے۔ موسم گرما میں چند پہاڑی میدانوں میں بھی مختلف دورانیہ کی اعتکاف نشینی ہوتی ہے۔ اس عمل نے نوربخشیوں بالخصوص نوجوانوں میں زبردست انقلابی روح پھونک دی ہے اور رجوع الی اللہ کے جذبات کو پروان چڑھایا ہے غرض اس عمل کا نہایت شاندار اور دور رس نتیجہ نکلا ہے۔

یہ سلسلہ فقیر محمد ابراہیم نے شروع کیا ہے اور اب یہ ایک وسیع تربیتی پروگرام بن گیا ہے اور ان کے تربیت یافتہ گان حضرات کی کڑی نگرانی میں یہ پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔

جہاں تک فقیر محمد ابراہیم کی سرکردگی میں اعتکاف پر اعتراض ہے، یہ بالکل بلا جواز ہے کیونکہ اعتکاف نوربخشی کتابوں میں دفن ہو کر رہ گئی تھی کسی بھی نوربخشی فرد میں اعتکاف بیٹھنے کی ہمت نہیں تھی ایسے وقت میں فقیر صاحب نہ صرف خود اعتکاف بیٹھے بلکہ دوسرے باہمت لوگوں کو بھی اعتکاف میں بٹھایا اور اب یہ وسیع پیمانے پر ایک روحانی تربیتی پروگرام بن چکا ہے ہزاروں لوگ اس سے مستفید ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں اور بیسیوں ماہرین تیار ہو چکے ہیں جو کسی بھی فرد کی تربیت باحسن طریق کر سکتے ہیں۔

اعتکاف کے دوران فقیر صاحب کسی بدعت میں پڑ جائے یا کسی نامشروع عمل کا ارتکاب کر بیٹھے تو اعتراض کیا جا سکتا ہے ابھی تک ان کی یا ان کے تربیت یافتہ شاگردوں کی نگرانی میں اعتکاف بالکل صحیح انداز میں آگے بڑھ رہا ہے اس لئے

اعتراض بلا جواز ہے۔

جو لوگ فقہ احوط کی عبارت عالم ربانی کا سہارا لے کر اس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں وہ ان کے خبثِ باطن کی اختراع کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور نور بخشیوں میں سے یہی معترض ٹولہ اور اس کا کرتا دھرتا ہی عزلت نشینی کی نعمت سے محروم ہے۔

چنانچہ اعتکاف کے بارے میں بعض لوگوں کی اختلاف کا حل یہ ہے کہ:

۱۔ جو لوگ نہ صرف خود اعتکاف بیٹھتے ہیں بلکہ دوسروں کو اعتکاف میں بٹھانے کا تجربہ رکھتے ہیں، ان کی نگرانی میں اعتکاف نشینی ہو۔

۲۔ مختلف، مفید اور مربوط پروگرام کے ذریعے اسے اور بھی زیادہ مفید، نتیجہ خیز اور مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ مثلاً علمائے کرام کو بلا کر ان کے ذریعے درس قرآن، درس حدیث، درس فقہ کا اہتمام کرنا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مبنی تقاریر کرانا۔

۳۔ اعتکاف اور معتکفین کا ریکارڈ رکھا جائے اور بیٹھنے والوں کی بیرون اعتکاف نگرانی کی جائے اور انہیں عام دنوں میں بھی اذکار، اوراد اور اسباق میں مصروف رکھنے کی سبیل نکالا جائے۔

۴۔ اعتکاف نشینی کے دوران غفلت بالخصوص سستی کو بھگانے اور معتکفین کو چست و بیدار رکھنے کے لئے باجماعت نوافل اور دیگر پروگرام سے بھی کام لیا جائے۔

۵۔ جنہیں فقیر ابراہیم کی زیر نگرانی اعتکاف پسند نہ ہو وہ اپنے پسندیدہ اور قابل اعتبار شخص کی نگرانی اعتکاف بیٹھا کرے۔ بہر حال اس اہم اور تیر بہدف عمل کو مس ہرگز نہ کرے۔

NYE Manzoor and Mehmood Abad Unit

۷۔ مذہب کا نام

مسلک نوربخشیہ کا نام مختلف ادوار میں مختلف رہا ہے جس کے ذکر پہلے گزر گیا ہے۔ یہی حال دوسرے مسلم فرقوں اور مختلف مسالک کا بھی ہے۔ تحفۃ الاحباب سے پتہ چلتا ہے عراقی اور اس کتاب کی تالیف کے دوران سلسلۂ عالیہ نوربخشیہ کہلاتا تھا پھر تاریخ خاموش ہے کیونکہ مشائخ نوربخشیہ موروثی بن جانے کی وجہ سے لکھنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ میر نجم الدین ثاقب متوفی ۱۱۶۳ھ نے جب مختلف بالخصوص شاہ ہمدان کے کتب و رسائل سے دعاؤں کا مجموعہ منتخب کیا اور اسے ''منتخب دعوات'' کا نام دیا شاید اسی میں '' بندۂ خدا '' والے چودہ روحانی نعرے بھی کتاب میں درج کیے ہوں گے یوں ''مذہب صوفیہ'' کہلایا پھر اسی سے کتاب کا نام ''دعوات صوفیہ'' پڑا۔ مسلک کا نام صوفیہ یا صوفیہ نوربخشیہ رہا جب سید قاسم شاہ کھرکوی نے ۱۹۴۱ء میں کتاب الاعتقادیہ اور ۱۹۴۲ء میں کتاب نوربخشیہ شائع کیا تو ان کے جلدوں پر ''الفرقہ صوفیہ امامیہ المعروف بنوربخشیہ '' لکھا جس سے شبہ پا کر کچھ لوگ مختلف انجمنوں کے نام میں بھی صوفیہ نوربخشیہ کے ساتھ لفظ امامیہ لگاتے رہے لیکن عام نوربخشیوں اور غیر نوربخشیوں میں ہمارا نام نوربخشیہ ہی رہا۔ اور اب بھی یہی نام ہے۔

اس وقت مسلک کے نام پر اختلاف زوروں پر ہے۔ غالب اکثریت مسلک کو نوربخشیہ یا نوربخش کے طور پر جانتی ہے نوربخشی غالب اکثریت کے علاوہ غیر نوربخشی بھی نوربخشیہ یا نوربخش کے نام سے ہمیں پکارتے ہیں جبکہ نوربخشی اکثریت

NXF Manzoor and Mahmood Abad Unit

مسلک کو صوفیہ نوربخشیہ کا نام دیتی ہے جبکہ ایک اقلیت کا ابھی یہ فیصلہ کرنا باقی ہے کہ مسلک کا نام صوفیہ امامیہ نوربخشیہ ہے یا امامیہ صوفیہ نوربخشیہ؟ کیونکہ اس گروہ کے لوگ کبھی یہ صورت استعمال کرتے ہیں کبھی وہ۔

اس نام کے بارے میں کافی لے دے ہو چکی ہے اور اس موضوع پر چار کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں لیکن پرنالہ وہیں کا وہیں ہے جہاں پہلے تھا۔

ہمارے خیال میں اس مسئلے کے درج ذیل حل ہیں۔

ا۔ دونوں گروہ نوربخشیہ کا بیانگ دہل قائل ہے اور دونوں گروہ صوفیہ کا بھی قائل اور زبردست حامی۔ وجہ نزاع صرف اور صرف لفظ امامیہ ہے اس لئے عقل، منطق اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ مذہب کا نام صوفیہ نوربخشیہ ہو۔

واضح رہے کہ صوفیہ نوربخشیہ دونوں گروپوں کا مشترکہ اور متفقہ نام ہے جبکہ ایک گروپ مذہب کا نام صوفیہ نوربخشیہ اور دوسرا گروپ صوفیہ نوربخشیہ کے ساتھ امامیہ کا اضافہ کرنے پر زور دیتا ہے۔ اے کاش! دونوں گروپ کم از کم متفقہ نام پر متفق اور اختلافی نام پر زور دینے سے گریز کریں!!

NYT Manzoor and MehmoodAbad Unit

قرآن کریم جس کو دونوں گروپ مانتے ہیں، کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے یہی دعوت دیا ہے قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۔ اے نبی کہہ دو اے اہل کتاب! آؤ اس کلمہ پر عمل کریں جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر یعنی متفقہ ہیں۔ ا !!

ا۔ آل عمران: ۶۴۔

۲۔ لیکن پھر بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ نام یعنی صوفیہ نوربخشیہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں اور نہ ہی میر سید عون علی الموسوی سے پہلے گزرنے والے بزرگوں کی کتابوں میں!

اس لئے نوربخشی عام لوگ اور غیر نوربخشی حضرات ہمیں صرف اور صرف نوربخشیہ کی حیثیت سے جانتے اور پکارتے ہیں اس لئے اگر ہم بھی صوفیہ نوربخشیہ کی بجائے صرف "نوربخشیہ" کے نام سے پکاریں تو یہ نام بھی بالکل درست ہے۔

۸۔ شیخ سکندر اور ان کے معتقدات

شیخ سکندر حسین صاحب اخوند غلام محمد میر واعظ غا غلوسلتو رو کے فرزند ہیں وہ پہلے راولپنڈی میں مدرسہ آیت الحکیم میں پڑھتے رہے ہیں پھر ایران جا کر وہیں پڑھتے رہے پھر واپس آ کر کراچی میں مدرسہ اسلامیہ صوفیہ امامیہ نوربخشیہ کے ناظم بن گئے تب سے اب تک وہ اس کے پرنسپل ہیں۔

جس وقت وہ راولپنڈی کے مدرسہ آیت الحکیم میں پڑھتے تھے اس وقت ہم ان سے ملتے رہتے تھے جب وہ ایران چلے گئے اور پھر واپس آ کر کراچی میں مقیم ہوئے تب سے ہمارا ان سے رابطہ نہیں۔ ایک دفعہ اخوند زاہد حسین عسکری کراچی سے خپلو آئے تھے انہوں نے ایک خط لا کر دیا جس میں شیخ صاحب نے لکھا تھا کہ وہ دعوات صوفیہ کا ترجمہ کر رہا ہے اگر کوئی قلمی نسخہ ہو تو اخوند صاحب کے ساتھ بھیج دیں۔ یہ مکتوب کچی پنسل سے لکھا تھا اور بدخط ہونے کے علاوہ اغلاط سے بھرپور تھا یقین نہیں آیا کہ شیخ صاحب کے قلم سے ہیں استفسار پر اخوند صاحب نے فرمایا کہ یہ شیخ صاحب نے خود لکھا ہے اور میرے سامنے لکھا ہے۔ تب میں نے انہیں جواب میں لکھا کہ خط ملا اگر یہ خط آپ نے لکھا ہے تو براہ کرم آپ دعوات صوفیہ کے ترجمہ کی زحمت نہ کریں آپ کی قابلیت اور ہمارے تیسری چوتھی جماعت کے طلباء کی قابلیت برابر ہے دعوات کا ترجمہ آپ خاک کر پائیں گے۔

NYPL Manzoor and MehmoodAbad Unit

بقول آخوند زاہد کے وہ میرا خط پا کر بہت ناراض ہوا تھا۔

شیخ صاحب نے کراچی میں مدرسہ میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ مدرسے کے طلباء کے ذریعے تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے خود شیخ صاحب میں لکھنے کی صلاحیت معلوم نہیں ہوتی لیکن اپنے شاگردوں کے ذریعے کام چلایا جا رہا ہے۔ اس لئے ہر قسم کی رطب ویابس سے کام لیا جارہا ہے۔ پہلے انہوں نے تبیان کے نام سے ایک جریدے کا اجرا کیا جو شاید پچیس چھبیس شماروں کے بعد بند ہوا پھر سیرۂ معصومین کے نام سے سیرت ائمہ پر دو ضخیم جلدیں تیار کروایا خلاف معمول جلد اول چھوڑ کر جلد دوم شائع کی کیونکہ کتاب شروع سے آخر تک نقل ہے جوانہی کی ہدایت پر ان کے شاگردوں نے مختلف کتابوں بالخصوص منتہی الآمال شیخ قمی کے اردو ترجے احسن المقال از صفدر حسین نجفی سے نقل مارا تھا چنانچہ" نقل را چہ عقل "کے مصداق بہت سارے سچے واقعات کے ساتھ ساتھ بہت ساری غیر اسلامی نظریات بھی اس میں آ گئیں جسے ہمارے اہم ترین ادارے پیر صاحب اورانجمن کے ذریعے چھاپ کر نوربخشیہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی جس پر بجا طور پر نوربخشی تڑپ اٹھے اور برادران اہل سنت نے بھی اس پر بھرپور احتجاج کیا ان پر مقدمات بنے لیکن ایک خاص فرقے کے دباؤ پر کیسز واپس لیے گئے۔ انہیں یہ متنازعہ مواد کتاب سے نکالنا پڑا تاہم وہ ابھی تک جلد اول شائع نہیں کر سکے حالانکہ اصولاً جلد اول پہلے جلد دوم بعد میں شائع کیا جاتا ہے۔ یہاں جلد دوم کے دو ایڈیشن نکلے ہیں مگر جلد اول ہنوز پردۂ غیب میں روپوش ہے۔ خداہی بہتر جانتا ہے کہ جلد اول میں کیا ہے؟ اور اس کو شائع نہ کرنے میں کیا مصلحت ہے؟

اس وقت شیخ صاحب متنازعہ ترین شخص ہیں ان کی کتاب سیرۂ معصومین میں بعض مضامین یقیناً گمراہ کن ہیں جیسے اصل قرآن پاک کا امام مہدی کے پاس ہونے کا نظریہ، علم کے ۲۷ حروف میں سے محمدؐ وعلیؑ سمیت تمام انسانوں کا دو حرفی ہونا اور امام مہدی کا باقی ۲۵ حروف ہونا، دنیا میں ہونے والے ہر قتل کا ذمہ دار ابوبکرؓ و عمرؓ قرار دینا وغیرہ ایسی باتیں ہیں جو کسی بھی باغیرت مسلمان کے لئے قابل برداشت نہیں۔ چنانچہ ان کے مخالفین انہیں مسلمان ماننے کو تیار نہیں اور حامی بھی ان نظریات سے اظہار برأت کرتے ہیں۔ جن پر شیخ صاحب کو توبہ کرنا چاہیے۔

ہمارے خیال میں ان تمام قباحتوں اور برائیوں کی وجہ شیخ صاحب خود، سید محمد شاہ نورانی اور کراچی انجمن ہے۔ اس تکون نے مسلک نوربخشیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اگر ان کی کتاب میں سید محمد شاہ کی رائے گرامی، بطور ناشر انجمن نوربخشیہ اور نوربخشی مدرسے کا نام اور کتاب کی حجت سے متعلق مضمون درج نہ ہوتا تو ان کے مخالفین احتجاج کبھی نہ کرتے کیونکہ اس صورت میں یہ متنازعہ کتاب شیخ صاحب کی ہوتی نہ کہ نوربخشیوں کی اور اس کے مندرجات کا شیخ صاحب خود ذمہ دار ہوتا نہ کہ مسلک نوربخشیہ۔ لیکن افسوس انہوں نے لاعلمی میں یا عمداً انجمن اور پیر کے ادارے کو ملوث کر کے اس کو نوربخشی کتاب اور اس کے مندرجات کا ذمہ دار مسلک نوربخشیہ کو بناڈالا جس نے بجاطور پر یہ سارا طوفان کھڑا کیا جواب تک تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔

سب کو معلوم ہے کہ سید محمد شاہ کو ایک سطر لکھنا نہیں آتا۔ ان کی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ کسی اور کی تحریر ہے۔ اسی طرح سب کو علم ہے کہ شیخ صاحب کی تحریری صلاحیت کتنی ہے؟ انجمن کو کتاب کی اشاعت سے پہلے ہر پہلو سے اسے جانچنا چاہیے

تھا لیکن ہر ایک سے غفلت اور کوتاہی ہوگئی جس نے فائدے کی بجائے قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔

اس کے درج ذیل حل ہیں۔جن کا مقصد صرف اور صرف غلط، غیر اسلامی اور غیر اخلاقی باتوں سے مسلک نوربخشیہ کو محفوظ رکھنا ہے۔

۱۔ مرحوم مفتی عبداللہ اور سید محمد شاہ دونوں نے باہمی مشاورت سے متنازعہ مواد کو نکال کر شائع کرنے کا حکم دیا اور ناشرین نے اس پر عمل کیا۔وہی دونوں گروپ کے لئے آبرومندانہ اور بہترین حل ہے دونوں فریق اس کو صدق دل سے قبول کریں۔

۲۔ آئندہ کوئی بھی مرکزی یا علاقائی انجمن نوربخشیہ جب تک پوری پوری تسلی نہ ہوجائے کوئی کتاب شائع نہ کرے۔بطور ناشر مسلک کا نام کسی پر آنے نہ دے۔

۳۔ پیرومرشد قومی ادارہ ہے۔اس ادارے کو غیر نوربخشی تعلیمات پر مبنی کتب ورسائل کی اشاعت میں ملوث نہ کیا جائے۔

۴۔ کراچی میں مقیم زعماء آگے بڑھے اور پہلے مرحلے میں محمود آباد، چورنگی، اور دوسرے علاقوں میں موجود انجمنوں اور ان کے زیر اہتمام مدارس ومساجد کے عہدیداروں اور مساجد کے امام وخطیب حضرات سے مل کر اتفاق واتحاد کی فضا قائم کرے۔

۵۔ دوسرے مرحلے میں ایک دوسرے کے خلاف دائر مقدمات واپس لینے کی سبیل نکالے۔

پس چہ باید کرد؟

مسلک نوربخشیہ جو اتحاد بین المسلمین کے جذبے سے سرشار تھا اور اختلاف امت کی خلیج پاٹنے کے لئے یہ تحریک برپا کی گئی تھی آج اس حالت کو پہنچ گئی ہے بقول الطاف حسین حالی ؎

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آ کے پڑا ہے
جس دین نے غیروں کے تھے دل آ کے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

محض اختلاف کی وجہ سے کمزور ہو جانے کی بناء پر کئی علاقے ہمارے معنوی وجود سے خالی ہو چکے ہیں ان اختلاف کے نام پر باہمی نفرت وعداوت اور دشمنی و مخاصمت کا یہ حال ہے کہ ایک دوسرے کو بد دعائیں دیتے ہیں، کوستے ہیں اور زک پہنچانے کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں الٹی سیدھی الزام تراشی کرنے، غیبت کرنے اور سازشیں کرنے میں الا ماشااللہ، سب مگن ہیں۔ اس طرح ان معمولی باتوں پر اختلاف کے نتیجے میں ایک طرف ملی وجود کو سنگین خطرات درپیش ہیں دوسری طرف ہماری ساری توانیاں اسی میں ضائع ہو رہی ہیں۔ بدگوئی اور غیبت کی وجہ سے ہمارے اوراد و وظائف، اذکار وادعیاً اور درود وسلام کے فیوض وبرکات اکارت جا رہے ہیں اور برسوں سے ہمارے جانباز مجاہدین کی روحانی ترقی رکی ہوئی ہے یہی تو شیطان کا اصل

مقصود و دلی مطلوب ہے۔ جسے دونوں گروہ دانستہ و نادانستہ پورا کر کے شیطان لعین کا دل خوش و مسرور اور شادمان کر رہا ہے۔

اس لئے عرض یہ ہے کہ:

☆ جس قدر ہو سکے جلد از جلد اتفاق و اتحاد کی فضا قائم کی جائے۔

☆ جن مدارس، خانقاہوں، مساجد اور منبر و محراب پر خاندانوں یا گروہوں کا قبضہ ہے انہیں مرحلہ وار آزاد کیا جائے۔ انہیں قومی تحویل میں لیا جائے۔

☆ محرم الحرام کی مجالس اور خطبۂ جمعہ کے موقعوں پر زیادہ سے زیادہ دونوں گروپ کے علماء کو خطاب کا موقع دیا جائے۔

☆ اختلافات کو اچھالنے سے گریز کیا جائے اور اچھالنے والے کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

☆ دوسروں کی رائے کا احترام کرنا سیکھا جائے اور اختلاف کو برداشت کرنے کا خود میں حوصلہ پیدا کیا جائے۔

☆ گروہ بندی اور فرقہ بازی لعنت ہے اس لعنت سے گریز کیا جائے۔

☆ حق و صداقت کا اصولی اسلامی معیار قائم رکھا جائے اول کتاب الٰہی قرآن کریم، پھر سنت نبویؐ، پھر آئمۂ اطہار و مرشدین مسلک نوربخشیہ اور پھر شاگردان مرشدین، پھر باقی پر عمل ہونا چاہیے۔

☆ اسی طرح فرائض اور واجبات میں کوئی اختلاف نہیں محض نوافل اور استحباب میں اختلاف کو بالکل کوئی اہمیت نہ دی جائے۔

☆ جن باتوں کو آج اختلاف کہہ کر باہمی عداوت و دشمنی پیدا کی جا رہی ہیں ان

میں غور وفکر کیا جائے۔ ان میں موجود ایک سے زائد آپشن کو تسلیم اور اس پر عمل کیا جائے۔

☆ کیونکہ یہ نہایت سطحی اور معمولی اختلافات ہیں اس لئے ان کو کوئی اہمیت نہ دے اور انہیں نظر انداز کر دیا جائے۔

☆ ماضی میں اتفاق کے لئے ہونے والی کوششوں میں حصہ لینے والوں کے حق میں دعائے خیر کی جائے ان کوششوں کی ناکامی کو کسی فرد یا گروہ کے کھاتے میں ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں اس لئے اس سے باز رہا جائے۔

☆ اس قسم کے چھوٹے موٹے اختلافات کہاں نہیں؟ یہ فطری ہیں انہیں خود ہی نمٹانے کی کوشش کی جائے غیر نوربخشیوں کو نمٹانے میں ملوث کرنا گویا ''آبیل مجھے مار'' کا مترادف ہے اس سے گریز کیا جائے۔

☆ ان اختلافات کی وجہ سے ہمارے قومی ادارے اور تنظیمیں اور ان سے وابستہ اثاثے اور ان کی ترقیاتی ورک منجمد ہو کر رہ گئی ہیں اور نوربخشی اجتماعی زندگی غیر فعال ہے انہیں فعال بنایا جائے۔

☆ ہر سال کسی اہم قومی دن کے موقع پر آل نوربخشیہ سطح پر کم از کم ایک کنونشن/جلسۂ عام ہونا چاہیے اس موقع پر علما و زعمائے نوربخشیہ کو مل بیٹھنے، باہم ڈائیلاگ کرنے کا موقع دیا جائے۔

☆ خپلو خانقاہ پر ہر سال دونوں گروپ دو جلسے کر کے اور باقی اہم دنوں کو مکمل خاموش رہ کر باقی دنیا کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ نوربخشی صرف امام مہدی کو مانتے ہیں باقی ان کا کوئی امام ہے نہ پیغمبر اور نہ بزرگ! اس تاثر کو ختم کرتے ہوئے ایک

جلسہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہایت آسان کام ہے۔ آیئے امسال اس طرف پیش قدمی کر کے دین دوستی کا ثبوت دیں۔

☆ دونوں گروپ کے بہت سارے لوگ نور بخشی اثاثوں پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں ان قبضہ گروپوں سے انہیں واگزار کرایا جائے۔

☆ تمام گروپوں، گروپوں کے معززین کے خلاف ہر قسم کی غیبت اور پروپیگنڈا بند کئے جائیں قرآن کریم کی نظر میں غیبت بہت بڑا اور شرمناک گناہ ہے اس سے احتراز کیا جائے۔

☆ ذاتی اور گروہی مفادات کی بجائے قومی مفادات کی نگہداشت کی جائے۔ ہر عمل اور ہر اقدام کے وقت دیکھا جائے کہ اس سے قومی مفادات کو فائدہ پہنچتا ہے یا نقصان؟ ہر حال میں قومی مفادات کو ترجیح دی جائے۔

☆ خود کو ولی، صوفی، محب اہل بیت، وکیل آل محمد اور ناجی اور دوسروں کو کافر، مشرک، جاہل اور مبغض اہلبیت اور دوزخی سمجھنا حماقت ہے اس کا فیصلہ قیامت کے دن داورِ محشر کے سامنے ہونے والا ہے ایسے خیالات کے اظہار سے گریز کیا جائے۔

☆ غرور، نخوت، نمود ونمائش سے گریز کیا جائے انکساری، عاجزی، فردتنی اور خلوص کا مظاہرہ کیا جائے۔

☆ فی زمانہ مکمل غیر جانبدار کوئی نہیں رہا دونوں گروپوں میں اعتدال پسند اور انتہا پسند دونوں موجود ہیں انتہا پسندوں کا کوئی علاج نہیں البتہ اعتدال پسندوں کو آگے بڑھ کر باہمی افہام وتفہیم کے ذریعے قومی وحدت قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

☆ خیر خواہی اور جذبۂ خیر سگالی عین اسلام اور بدخواہی اس کی ضد اور عین کفر

ہے ہر ایک سے متعلق بہی خواہ اور خیر اندیش رہا جائے۔

☆ باہمی اختلافات بہت کچھ ہو چکا اب ہم اختلافات سے دو قدم آگے بڑھ کر باہمی عداوت و انتشار کے مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں یوں بندگلی کی طرف بڑھ رہے ہیں نہ پای رفتن نہ جای ماندن کا مصداق بن جانے والے ہیں لہذا توبہ استغفار کیا جائے اور کثرت سے استغفر اللہ پڑھا جائے۔

☆ تمام پڑھے لکھے نور بخشیوں کو چاہیے کہ قرآن کریم سے سورۂ حشر آیت نمبر 10 کو کثرت سے پڑھا کرے اور اس میں مضمر معانی پر غور کرے۔ جو یہ ہے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ

اے اللہ! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور ہمارے

فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَؤُوْفٌ الرَّحِیْمٌ ○

دلوں میں اہل ایمان سے متعلق کوئی کدورت نہ ڈال! تو بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔

آخری دردمندانہ گزارش اور التجا

قارئین گرامی! آپ نے اوپر اتفاق واتحاد کے سلسلے میں ہماری تمام معروضات پڑھ لئے ہیں اس کے اسباب وعلل اور ناخوشگوار اثرات سے آپ واقف وآگاہ ہیں اب ؎

خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

کے تحت مختلف طبقات کی خدمت میں چند گزارشات پیش کرتے ہیں اگر یہ قابل عمل ہیں آپ کا ضمیر ان گزارشات کی صداقت کی گواہی دیتی ہیں تو ان پر خود عمل کریں اور دوسروں سے عمل کرانے میں کردار ادا کریں۔

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

(۱) دونوں نوربخشی گروپوں کے قائدین سے گزارش

میری نوربخشی دونوں گروپوں کے دونوں قائدین یعنی محترم الحاج فقیر محمد ابراہیم اور محترم سید محمد شاہ نورانی سے دردمندانہ گزارش ہے کہ :-

۱۔ خدا کے لئے اس غریب ملت پر رحم فرمائیں۔ اور ماضی کو جو پھر کبھی واپس آنے والا نہیں، بھول کر جلد از جلد اتفاق واتحاد کی فضا قائم کریں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کو بے انتہا عزت، شہرت اور دولت سے نوازا ہے اس پر مغرور ہونے کی بجائے شکر کریں اور ان تینوں نعمتوں کو ذاتی فانی مفاد کی بجائے ملت کے مفاد کے لئے استعمال کریں اور اس کی بہتر مستقبل کے لئے اقدامات کرتے ہوئے اپنے لئے ثواب باقی کا بندوبست کریں۔

۳۔ آپ دونوں کے اردگرد ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو آپ دونوں کے منہ سے نکلی ہر بات کو ہی درست سمجھتے ہیں باقی سب کو قابل استرداد جانتے ہیں۔ یہ لوگ "شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار" بنے ہوئے ہیں جنھوں نے آپ دونوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے چنانچہ ان کی خوشامدانہ باتوں کی گونج میں آپ دونوں کو قوم کی پریشانی، ملک اور مسلک کا نقصان نظر نہیں آرہا۔ آپ دونوں ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں۔

۴۔ آپ دونوں کے اردگرد ایسے مفاد پرست لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یہ لوگ آپ دونوں اور دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے "بوا فقیر صاحب" اور "بوا پیر صاحب" کا ورد کرتے ہیں جبکہ ذاتی مفادات کے لئے درپردہ سرگرم عمل رہتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے ذاتی مفادات کے لئے آپ دونوں کو استعمال کرتے ہیں۔ آپ دونوں اپنی دونوں آنکھوں کو کھلی رکھیں۔

۵۔ آپ دونوں خود قرآن پاک، احادیث نبوی، فرامین آئمہ اور ارشادات مشائخ سلسلۂ ذہب کی مکمل پیروی کریں اور اپنے چاہنے والوں کو بھی اسی نہج پر چلانے کی بھرپور کوشش فرمائیں۔

۶۔ آپ دونوں اس وقت انتہا پسندوں میں گھرے ہوئے ہیں یہ انتہا پسند آپ دونوں کو بیدار مغز مدبرینِ ملت کے گرد پھٹکنے نہیں دیتے۔ چنانچہ آپ دونوں انہی انتہا پسندوں کے مشوروں پر چل رہے ہیں جس کے نتیجے میں آپ دونوں کا ہر عمل اور ہر قدم قوم کو ایک نئے بحران سے دوچار کرتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہ انتہا پسند ابھی تک آپ دونوں کے کنٹرول میں ہیں وہ دن ہرگز دور نہیں جب یہ آپ کے کنٹرول سے باہر ہو جائیں گے پھر خدا نہ کرے یہ ہمارے لئے اور خود انہی کے لئے خطرہ بن

جائیں جس طرح دوسری تحریکوں اور مذاہب کے عسکری ونگز دوسرے فرقوں کے علاوہ خود اپنے فرقے کے لئے خطرہ اور عذاب بن چکے ہیں۔

نوربخشی زعماء اور لیڈروں سے گزارش

نوربخشی زعماء یعنی سیاسی، معاشرتی، معاشی اور سماجی شعبوں میں اثر ورسوخ رکھنے والے زعماء سے گزارش ہے کہ :-

۱۔ آپ صرف الیکشن کے موقع پر متحرک ہوتے ہیں۔ امیدواروں کے حامی بن کر ان کی دعوتیں اڑاتے ہیں الیکشن کے بعد گدھے کے سر سے سینگ کی طرح آپ لوگ غائب ہوجاتے ہیں۔ خدا کے لئے ہروقت متحرک رہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو غیر معمولی عقل، بصیرت، سیاسی سوجھ بوجھ اور حکمت عملی سے نوازا ہے۔ ماضی میں ملی اتفاق واتحاد کے لئے آپ لوگوں نے کامیاب کوششیں کی ہیں لیکن موجودہ صورتحال کو ختم کرنے کے لئے اب تک کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ خدارا! آگے بڑھ کر سنجیدہ کوشش کریں آپ کی کوششیں یقیناً کامیابی سے ہمکنار ہوجائیں گی۔

۳۔ آپ حضرات کی کوششوں کی بدولت پورے ضلع میں کوئی جھگڑا نہیں ہوتا اگر کہیں ایسا ہوجائے تو آپ لوگ فوراً مصالحت وغیرہ کے ذریعے معاملے کو سلجھا دیتے ہیں، لیکن ہمارے مذہبی جھگڑوں کو نمٹانے کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ آپ دونوں گروپ کے ارباب حل وعقد سے مل کر یہ کوشش کر کے دیکھیں۔

۴۔ آپ خود قرآن پاک، احادیث نبوی، فرامین آئمہ اور ارشادات مشائخ

Manzoor and Mehmood Abad Unit

سلسلۂ ذھب کی مکمل پیروی کریں اور اپنے حلقۂ اثر والوں کو بھی اسی نہج پر چلائیں۔

۵۔ ذاتی مفادات کے علاوہ نوربخشی اجتماعی اور قومی مفادات کے لئے بھی اقدامات فرمائیں۔

حکومت اور حکومتی آفیسران واہلکاران سے۔

۱۔ ہم حکومت پاکستان کے رعایا اور مملکت خداداد پاکستان کے شہری ہیں ہمیں وہ تمام حقوق دیں جو دوسرے تمام پاکستانیوں کو حاصل ہیں۔

۲۔ ہم سیدھے سادھے، امن پسند، اور غریب پاکستانی ہیں قومی اسمبلی، سینیٹ اور دوسرے وفاقی وصوبائی اداروں میں ہماری کوئی نمائندگی نہیں جس کی وجہ سے اکثر یک طرفہ طور پر قانون سازی اور فیصلے ہوتے ہیں جس سے ہمیں سیاسی اور مذہبی لحاظ سے نقصان پہنچتا ہے۔ قومی اداروں میں ہمیں موثر نمائندگی دے کر ان نقصانات سے بچانے کا بندوبست کریں۔

NYF Manzoor and MehmoodAbad Unit

۳۔ جن علاقوں میں ہماری آبادی اکثریت میں ہو ان علاقوں میں ایسے آفیسران متعین کریں جو انصاف پسند اور عدل پرور ہوں۔ ظالم، متعصب، فرقہ پرست اور معاندانہ رویہ رکھنے والا ہرگز نہ ہو۔

۳۔ ہمارے اکثریتی علاقوں میں نوربخشیہ مخالف اور بدکردار آفیسران کی تقرری ہرگز نہ کریں۔

۴۔ ''قانون سب کے لئے برابر ہونا چاہیے'' اور '' قانون کی نظر میں سب برابر ہیں'' اس فارمولے پر مکمل عمل ہونا چاہیے۔ ہمیں معمولی جرائم یا محض کسی ناہنجار کی

شکایت پر تختۂ مشق ستم بنایا جاتا ہے جبکہ دوسرے فرقوں کے لوگوں کو بڑے بڑے جرائم کرنے کے باوجود قانونی کاروائی سے مستثنیٰ رکھے جاتے ہیں گذشتہ مہدی شاہ حکومت نے اس سلسلے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی یہ سلسلہ اب ترک کیا جانا چاہیے۔

۵۔ مجموعی طور پر ہم جیسے امن پسند اور ہم جیسے جرائم سے متنفر کوئی نہیں گو ہماری امن پسندی ہماری کمزوری ضرور ہے لیکن حکومت اور حکومتی اہلکار اسے ہماری کمزوری ہرگز تصور نہ کریں ہمیں ہمارا جائز حق دینے میں دیر کبھی نہ کریں اس سلسلے میں ہمیں بھی دوسرے مسالک کی طرح عسکری ونگ بنانے پر مجبور نہ کریں۔

مسلمان فرقوں شیعہ، اہل سنت اور اہل حدیث کے اکابرین سے

ا۔ ہم "اپنے عقیدے کو مت چھوڑو اور دوسرے کے عقیدے کو مت چھیڑو" کے بقائے باہمی کے زرین نہیں بلکہ مجبوری کے اصول پر کاربند ہیں آپ بھی اس پر عمل کریں۔

۲۔ ہم کسی بھی فرقے کے معاملات میں کبھی مداخلت نہیں کرتے۔ آپ بھی ہمارے معاملات میں ٹانگ اڑانے اور مداخلت کرنے سے گریز کریں۔

۳۔ ہمارے اختلافات اور اس سلسلے کے ہماری تمام مصیبتوں کی وجہ ہمارے معاملات میں آپ کی باربار مداخلت ہے یہ مداخلت فی الدین کے زمرے میں آتے ہیں ہمیں آپ سے یہی شکایت ہے اب اس کا ازالہ ہونا چاہیے۔

۴۔ بیشک ہمارے ہاں اختلافات ہیں لیکن آپ کے ہاں ان سے بھی سنگین اختلافات ہیں ہمارے معمولی اختلافات کو آپ ایک گروپ کی سرپرستی کے ذریعے ہوا دیتے ہیں جو غیر قرآنی طریقہ ہی نہیں بلکہ قرآن کے بالکل الٹ کام ہے آپ کو

مطبوعات ہارون بک ڈپو

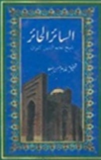

ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر خپلو